متلاشیان راہِ حق کے لئے بیش قیمت تحفہ

لطائفِ دیو بند

تالیف : غازی مِلّت علامہ سیّد محمد ہاشمی میاں کچھو چھو ی

انتساب

میں ''التبصرۃعلے الهداية'' کی تالیف میں مصروف تھا۔دفعتاً ایک شخص میرے کمرے میں آیا۔اور کہنے لگا۔میں اس راز کو نہ سمجھ سکا کہ سنّیوں کے دوگروہ آپس میں کیوں لڑتے ہیں،کیا تفریق اتحاد سے بہتر ہے؟اچانک اس سوال کا کوئی جواب دیئے بغیر میں نے اسے لطائف دیوبند کی غیر مطبوعہ کاپی دے دی اور کہا:''اگر آپ کو دینی اطمینان وسکون حاصل کرنا ہے تو اسے بغور پڑھیں''

ایک دن میری عدم موجودگی میں میرے ایک ساتھی کو لطائف دیوبند کی کاپی واپس کرتے ہوئے یہ

کہا: "لطائف دیوبند" کو پڑھنے سے آنکھیں کھل گئیں اور میں دین ویقین کو پا گیا''۔اور پھر چلا گیا۔
اگر مجھے اس کا نام معلوم ہوتا تو نام لکھ کر اسکی طرف منسوب کرتا۔

سیّد محمد ہاشمی

وجہ تالیف

یہ بات درجہ مشاہدہ کو پہنچ کر ایک نا قابل تردید حقیقت بن چکی ہے کہ اکثر علمائے کرام کی جنگ نہ تو جارحانہ ہے اور نہ ہی مدافعانہ بلکہ مکالمانہ۔اور اب یہی مکالمانہ روش ترقی کر کے مناظرانہ شکل اختیار کرتی جارہی ہے غالبًا یہی وجہ ہے کہ اکثر حضرات علمائے دیوبند کے بارے میں مختلف الخیال ہیں۔اس لئے میں نے سخت ضرورت محسوس کی کہ علمائے دیوبند کے صحیح موقف کی وضاحت کی جائے تاکہ ان کے افکار ونظریات کی تصویر سامنے آجائے اور اختلافات کا بڑھتا ہوا سیلاب تھم جائے۔

اس ضمن میں بعض ایسی بھی شخصیتیں زیر بحث آگئی ہیں جن کا علمائے دیوبند سے یا تو بالکل تعلق نہیں ہے یا کچھ تعلق ہے۔عالم الغیب والشھادہ خوب جانتا ہے کہ میری تالیف کا مقصد صرف یہ ہے کہ دو بچھڑے ہوئے بھائی گلے مل جائیں، باب الاختلافات ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے اور ایک ایسا ماحول بن جائے جہاں سبھی لوگ ہم خیال وہم عقیدہ ہوں۔

ربّ الارباب کی بارگاہ بے کس پناہ میں میری یہ دعا ہے کہ اسے قبول فرمائے اور متلاشیان حق کیلئے ذریعہ ہدایت بنائے۔آمین

سیّد محمد ہاشمی

لطیفہ نمبر 1

میں پہلے ملحد، بد باطن ، منکر خدا اور اسلام دشمن تھا۔

مولانا مودودی کا اعتراف

ماہنامہ''انوار اسلام''فروری 1963ء رام نگر وارانسی،جس کے ایڈیٹر جماعت اسلامی کے رکن جناب مولوی ابومحمد امام الدین رام نگری ہیں۔وہ ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے مدیر جناب الطاف حسین قریشی کا قلمبند کیا ہوا بعنوان

''ملاقات نامہ'' سے نقل کرتے ہوئے صفحہ 17 کالم 2 پر فرماتے ہیں:

میں نے (مولانا مودودی نے) قرآن وحدیث کا براہ راست مطالعہ شروع کیا۔حقائق ومعارف کھلتے گئے۔ بے یقینی کا غبار دھلتا چلا گیا۔میں نے دوسرے ادیان کی کتابوں کا بھی مطالعہ کر رکھا تھا۔ادیان کے تقابلی مطالعہ نے مجھے اک گونہ اطمینان عطا کیا۔دراصل اب میں نے اسلام سوچ سمجھ کر قبول کیا تھا مجھے اس کی حقانیت پر کامل یقین تھا۔ (ماہنامہ انوار اسلام رام نگر بنارس فروری 63ء ص 17)

اگر یہ صحیح ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مودودی صاحب نے شرعی اصول وضوابط کے طوق کو گلے سے اتار کر آزادانہ اور عامیانہ روش کیوں اپنائی؟ جس کا اعتراف خود مودودی صاحب کو ہے

میں نہ مسلک اہل حدیث کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں اور نہ ہی حنفیّت یا شافیعت ہی کا پابند ہوں۔(رسائل ومسائل از مولوی مودودی جلد 1 ص 185)

پھر اسی عامیانہ روش پر چلتے ہوئے قوانین قرآن اور الٰہی نظام کا یوں مذاق اڑاتے ہیں:

جہاں معیار اخلاق بھی اتنا پست ہو کہ ناجائز تعلقات کو کچھ معیوب نہ سمجھا جاتا ہو،ایسی جگہ زنا وقذف کی شرعی حد جاری کرنا بلاشبہ ظلم ہے۔(تفہیمات از مولوی مودودی جلد دوم 281)

یہیں تک نہیں بلکہ رسول مقبول کی عظمتوں اور رفعتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا،اگر خدانخواستہ آپ کو بودے،کم ہمّت،ضعیف الارادہ،اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے''(تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں از مولوی مودودی ص 17)

کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی۔اس میں خدا کی غیبی تائیدوں،حضور اکرم کی پیغمبرانہ صلاحیتوں،کائنات گیر عظمتوں اور کلمۂ حق کی روشن صداقتوں کو قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔حسن اتفاق سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی استعداد کے لوگ مل گئے تھے اس لئے حضور کامیاب ہوگئے۔اگر خدانخواستہ اس طرح کے لوگ نہ ملے ہوتے تو معاذ اللہ حضور کی ناکامی رکھی ہوئی تھی۔(جماعت اسلامی ص 41،42)

اور اس ''الٰہی نظام'' کے نفاذ میں خدا اور رسول کو معاذ اللہ شکست فاش ہوئی۔الحاصل ساری خوبی مومن بننے والوں کی تھی۔مومن بنانے والے کے اندر کوئی کمال نہ تھا۔

اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں جماعت اسلامی کے ایک اجتماع عام میں امیر جماعت مولانا مودودی کی تقریر کو سن کر بعض افراد وارکان جماعت سرگرداں و پریشان ہوئے جس کا اظہار بصورت مراسلہ یوں کیا جاتا ہے۔

''اختتامی تقریر کے بعض فقرے میرے بعض ہمدرد رفقاء کے لئے باعث تکدر ہی ثابت ہوئے اور دوسرے مقامات کے مخلص ارکان و ہمدردوں میں بددلی پھیل گئی۔'' (رسائل ومسائل از مولوی مودودی جلد 1 ص 231)

مولانا مودودی صاحب کی نازک خیالی اور ذہنی بالاتری کو ٹھیس نہ پہنچنے پائے اس لئے شکایت کو نرم سے نرم تر لہجے میں ادا کرنے کے لئے یہاں تک لکھا جاتا ہے۔

''تقریر کی صحت میں کلام نہیں صرف انداز تعبیر اور طرز بیان سے اختلاف ہے۔'' (ایضاً)

ایک رکن جماعت کتنے نیازمندانہ لب ولہجہ میں امیر جماعت کے حضور اپنے مافی الضمیر کو پیش کر رہا ہے پھر بھی امیر جماعت کی نخوت فکر برداشت نہ کر سکی کہ میری ذات کو انانیت کی دلفریب وادیوں سے ہٹا کر تنقید کی سان پر رکھا جائے۔ وہ جو کل قرآن کے بعض قوانین کو ظلم سے تعبیر کر کے مسرور ہو رہا تھا۔ اور تنقید کے پس پردہ انبیاء اور اولیاء کی عظمتوں سے تمسخر کرنے میں بھی نہیں چوکتا تھا۔ آج خود کو جب تنقید کی کسوٹی پر محسوس کرتا ہے تو مشتعل ہو کر دلدادگان جماعت پر یوں برہم ہوتا ہے کہ قلم کی شرافت وسنجیدگی بھی برقرار نہ رہ سکی۔

''جنہیں میری تقریر پر اعتراض کرنے اور بددلی اور رنجش کا اظہار کرنے میں کوئی تامل نہیں ہوتا وہ آخر کس قدر و عزّت کے مستحق ہیں کہ ان کے جذبات وخیالات کا لحاظ کیا جائے۔ ایسے لوگ دراصل بندہ حق نہیں بلکہ بندہ نفس ہیں۔''
(رسائل ومسائل از مولوی مودودی جلد 1 ص 234)

مزید فرماتے ہیں:

دراصل جو باتیں میری اس تقریر کو سننے کے بعد اس گروہ کے لوگوں نے کی ہیں۔ ان سے تو مجھے یقین حاصل ہو گیا ہے کہ یہ لوگ فے الواقع دین کے کسی کام کے نہیں، ان کا ہمارے قریب آنا، ان کے دور رہنے بلکہ مخالفت کرنے سے بھی زیادہ خطرناک ہے'' (ایضاً)

گویا وہ شخص جو تلخ آمیز حقیقتوں کو بصد عجز و نیاز مولانا مودودی کی بارگاہ عالی میں پیش کرنے کی جسارت کرے، مولانا موصوف کے نزدیک ''بندہ حق نہیں'' بلکہ ''بندہ نفس'' ہے۔ دین کے کسی کام کا نہیں،۔ اس کا جماعت میں رہنا مخالفت کرنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیوں؟ اس کا جواب یہی تو ہے کہ وہ شخص قرآن و رسول پر تنقید کرنے کے

بجائے ایسی ذات پر تنقید کرنے لگا جو بزعم خود ''تنقید سے بالاتر'' ہے۔ تنقید کے ریت سے تعمیر کئے ہوئے محل کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد یہ جاننا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مودودی تحریرات اور ان کے تیار کردہ لٹریچر کے نتائج آیا اسلامی برآمد ہوتے ہیں یا غیر اسلامی؟

جماعت اسلامی کا مستند ترین ماہنامہ ''زندگی'' ملاحظہ فرمائیں:

لٹریچر دیکھنے سے مجھ میں یہ انقلاب رونما ہوا ہے کہ اب میں صحابہ کے بعد سے آج تک سوائے مودودی صاحب کے کسی شخص کو کامل الایمان نہیں سمجھتا۔ (ماہنامہ زندگی اکتوبر 1949ء)

گویا مجتہدین اربعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ یا حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ، سیّدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ، مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبد الحق محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہوں۔ سب کے سب ناقص الایمان ہیں۔ اگر صحابہ کے بعد کوئی کامل الایمان ہے تو صرف مودوی صاحب۔ بہرحال میں موصوف کا شکریہ ضرور ادا کروں گا۔ کیونکہ وہ صحابہ پر ترس کھا گئے۔ ورنہ میں ڈرنے لگا کہ فرط محبت وعقیدت میں وہ مودودی صاحب کو افضل البشر بعد الانبیاء نہ کہہ بیٹھیں۔ آگے چل کر مزید بے نقاب ہوتے ہیں۔

''میں خواجہ معین الدین چشتی کے مسلک کو غلط تصور کرتا ہوں بڑے بڑے مشاہیر امّت کا کامل الایمان ہونا میری نظر میں مشتبہ ہوگیا ہے۔'' (ماہنامہ زندگی، اکتوبر 1949ء)

بڑے بڑے مشاہیر امّت سے بدگمان ہونا، ان کو ناقص الایمان قرار دے کر مودودی صاحب کو نہ صرف کامل الایمان بعد الصحابہ باور کرانا بلکہ مولانا عامر عثمانی کی بولی میں یہاں تک غلو کر جانا کہ:

وہ شخص مولانا مودودی پر کیا چوٹ کرے گا جس نے مولانا موصوف کی خداداد عظمت وعبقریت کے آستانے پر دن کی روشنی میں سجود و نیاز لٹائے ہوں۔ (ماہنامہ تجلی، دیوبند فروری 1963ء ص 54)

عقیدت کا یہ خمار ''ایمان شکن'' نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟ یہی مولانا عامر ہیں جنہیں ایمان کے سائے میں شرک کے صنم خانے نظر آتے ہیں اور جن کے عقیدے میں اللہ والوں کی چوکھٹ پر ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہی سو برس کا ایمان غارت ہو جاتا ہے۔ لیکن قیامت ہے کہ وہی مولانا مودودی کے آستانہ عظمت پر دن کی روشنی میں سجود و نیاز لٹا رہے ہیں اور ان کے عقیدہ توحید کو ذرا سے ٹھیس بھی نہیں لگتی۔ صفحۂ ہستی پر شاید ہی کوئی ایسا مسلمان جو یہ نہ جانتا ہو کہ رسول خدا پر

ایمان لائے اوران کی رسالت وصداقت کی تصدیق کیئے بغیر بڑے سے بڑے عمل کا کوئی نفع آخرت میں مرتب نہیں ہو سکتا۔لیکن مودودی صاحب منفعت اخروی کے لئے رسول عربی کی تصدیق کوقطعاً ضروری نہیں سمجھتے ۔فرماتے ہیں:

جولوگ جہالت و نابینائی کے باعث رسول عربی کی صداقت کے قائل نہیں ہیں مگر انبیائے سابقین پر ایمان رکھتے ہیں اور صلاح وتقوٰی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ان کو اللہ کی رحمت کا اتنا حصّہ ملے گا کہ ان کی سزا میں تخفیف ہو جائے گی۔(تفہیمات از مولوی مودودی جلد 1 ص168)

میں چیلنج کرتا ہوں کے قرآن وحدیث میں کہیں بھی اس عقیدے کی سند موجود ہو تو پیش کیجئے کہ جو اہل کتاب جہالت ونابینائی کے باعث رسول عربی ہر ایمان نہ لائیں اوران کا خاتمہ ہو جائے تو وہ مرنے کے بعد کسی درجے میں بھی رحمت الٰہی کے سازگار رہوں گے اور انہیں اپنے عمل کا نفع آخرت میں ملے گا۔(جماعت اسلامی ص89)

کیا اس مقام پر مودودی صاحب کتاب وسنّت کو نظر انداز کر کے خالص اپنی ذہنی دلچسپیوں سے کام نہیں لے رہے ہیں؟ کیا مودودی صاحب اپنے قیاسات وظنیات سے اس عقیدے کی تشکیل نہیں کر رہے ہیں؟

ان حقائق کی روشنی میں ماہنامہ ’’انوار اسلام‘‘ میں مندرج مودودی صاحب کے ذیل کے فقرے، کیا لغو، خلاف واقعہ اور مہمل قرار نہ پائیں گے

میں نے قرآن وحدیث کا براہ راست مطالعہ شروع کیا۔حقائق ومعارف کھلتے چلے گئے۔بے یقینی کا غبار دھلتا چلا گیا۔تا آخر(ماہنامہ انوار اسلام فروری 63ء ص17)

بلکہ بات وہی صحیح ہے جس کا اعتراف خود مودودی صاحب نے کیا ہے جو مذکورہ بالا ماہنامہ میں متذکرہ بالا جملوں سے پہلے درج ہے مودودی صاحب فرماتے ہیں۔

جب میں کالج کی تعلیم سے فارغ ہوا تو اس وقت میری عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔اس کے بعد میں نے آوارہ خوانی شروع کی۔جو کچھ ملا اسے پڑھ ڈالا۔ہر موضوع اور ہر عنوان پر ہر قسم کی کتابیں پڑھیں۔اس آوارہ خوانی کا نہایت خطرناک نتیجہ برآمد ہوا۔خدا اور آخرت پر سے یقین اٹھتا چلا گیا۔تشکک وارتیاب سے ایمان ویقین کی بنیادیں منہدم ہو گئیں خدا کا وجود سمجھ میں نہ آتا تھا تمام دینی عقائد لغو اور غیر منطقی نظر آتے تھے۔(ماہنامہ انوار اسلام نگراں رکن جماعت ابو محمد امام الدین رام نگری فروری 63ء ص17)

ایسی حالت میں اگر مودودی صاحب قرآنی قوانین کو ’’بلا شبہہ ظلم‘‘ اور خدا کی غیبی تائیدوں، رسول کی پیغمبرانہ

صلاحیتوں کو صحابہ کرام صلے اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہم وعلیہم وبارک وسلم کا مرہون منت کہہ بیٹھیں یا اپنے اوپر جائز تنقید ہوتے ہوئے دیکھ کر مشتعل ہو جائیں اور لوگوں کو شریعت سے آزادی اور بے قیدی کا کبھی کبھار درس دیں تو دراصل یہ اسی آوارہ خوانی کا نتیجہ ہے جس نے انہیں ملحد، بدباطن منکر خدا اور اسلام دشمن بنایا۔

لطیفہ نمبر 2

مہتمم دیوبند کے خلاف مفتی دیوبند کا فتوٰی

ملحد، بے دین، عیسائیت و قادیانیت کی روح

﴿قاری طیب جب تک توبہ نہ کریں ان کا بائیکاٹ کیا جائے﴾

﴿ہمارے علماء کے مشاغل دینیّہ کی عبرت انگیز مثالیں!﴾

(2 جنوری ہفت روزہ ''دورجدید'' دہلی کی موٹی موٹی سرخیاں!)

اسی فتوے کے بارے میں جناب ابومحمد امام الدین رام نگری اپنے ماہنامہ انواراسلام ص 7 تحریر فرماتے ہیں:-

یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ سرخیاں کتنی ہولناک اور پریشان کن ہیں ''دورجدید'' کی اسی اشاعت میں دوسری جگہ استفتاء اور صدر مفتی دارالعلوم دیوبند مولانا سیّد مہدی حسن صاحب کا فتوٰی بھی نظر سے گزرا۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا قاری طیب صاحب کی کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے ''اسلام اور مغربی تہذیب'' اس کتاب کے بعض اقتباسات سے کسی نے استفتاء مرتب کر کے مولانا مفتی مہدی حسن صاحب کے پاس بھیجدیا- اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا، مفتی صاحب نے شریعت کا حکم بیان کر دیا۔ بعدازاں مستفتی نے استفتاء اور فتوٰی اس وضاحت کے ساتھ کہ اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب کے ہیں۔ اخبار ''دعوت'' میں شائع کیا۔ (ماہنامہ انوار اسلام فروری 63ء ص 7 کالم 2)

اب اخبار ''دعوت'' ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین'' فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشراً سویاً کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے:

اقتباس 1 :-

یہ دعوٰی تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعوٰی کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے

جس شبیہہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماردی وہ شبیہ محمدی تھی۔

اس ثابت شدہ دعوے سے مبیّن طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنھا اس شبیہہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں۔

اقتباس2:-

پس حضرت مسیح کے ابنیت کے دعوے دار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہکر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو۔

اقتباس3:-

حضور تو بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسٰی علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی۔ (ابولدسرلابیہ)

اقتباس4:-

بہر حال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاق خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خَلقاً وخُلقاً، رتباً ومقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔

براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت اور عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ کرنے والا اہلسنت وجماعت کے نزدیک کیسا ہے؟ (المستفتی)

الجواب :- جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے، جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے۔ وہ شبیہہ محمدی نہ تھی، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ کلمۃ القاھا الٰی مریم وروح منہ، فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا (الٰی قولہ تعالٰی) فقال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا۔ قال ربک ھو علی ھین ولنجعلہ اٰیۃ للناس الٰی اٰخر الاٰیات۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے قائل تھے اور اسی پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد و بے دین ہے اور اس ضمن میں عیسائیت کے

عقیدےعیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاھتا ہے جس کی تردید علی رؤس الاشہاد قرآن نے کی ہے نیز **لا تطرونی کما اطوت النصاری عیسیٰ بن مریم** (الحدیث) بابانگ دہل شخص مذکورہ کی تردید کرتی ہے۔

الحاصل یہ اقتباسات قرآن وحدیث و جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانے چاہئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سیّد مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند

اب سنئے کہ عبارت کس کتاب کی ہے اور کس عالم کے قلم سے یہ باتیں نکلی ہیں؟ اسلام اور مغربی تہذیب کے عنوان سے قاری طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی نئی کتاب چھپی ہے۔ اسی سے یہ اقتباسات لئے گئے ہیں اور ان ہی اقتباسات پر دارالعلوم کے مفتی صاحب نے فتویٰ یہ دیا کہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کیا جانا چاہئے جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ (دعوت سہ روزہ ایڈیشن 22 دسمبر 1962ء صفحہ اول بعنوان "خبر و نظر")

نبی کریم کے خلاف صف آرا ہونے والوں کا سفینہ ء حیات جب طوفان خودفریبی میں ہچکولے کھانے لگا تو اس ہولناک صورت حال سے پریشان ہو کر حلقہ بگوشان دیوبند یہاں تک کہنے پر مجبور ہوئے۔

استفتاء اور فتوے کی اشاعت اور اس بات کے معلوم ہو جانے کے بعد کہ فتوی مولانا محمد طیب کی کتاب کے متعلق ہے ہم نہیں جانتے کہ حضرت مولانا اور مفتی صاحب اور دارالعلوم پر اس کا ردعمل کیا ہوا؟ لیکن مولانا کے افکار و نظریات کو دیکھ کر ہمیں بڑی وحشت ہوئی۔ معلوم نہیں ان کو کیا ہو گیا ہے، اور اسلام و مغربی تہذیب میں مفاہمت کا یہ کون سا طریقہ ہے جو انہوں نے اختیار کیا ہے؟ ہمیں حیرت ہے کہ مولانا محمد طیب صاحب کے دماغ میں ایسی باتیں کیسے پیدا ہوئیں، کیسے قلم سے نکلیں اور کیسے ان کی اشاعت ہو گئی؟ ناشر بھی تو عالم ہیں۔ مہتمم دارالعلوم کے خلاف مفتی دارالعلوم کا فتویٰ۔ یہ کتنی قابل افسوس اور عبرتناک صورت حال ہے۔ (ماہنامہ انوار اسلام فروری 63ء ص 8)

بہر حال مفتی دارالعلوم کے فتوے کی روشنی میں مہتمم دارالعلوم مولانا محمد طیب کی شرعی پوزیشن یہ متعیّن ہوتی ہے:-

1: قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کرنے کے سبب محرف قرآن ہیں۔

2: بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب و تردید کے سبب منکر کتاب اللہ اور مکذب آیات قرآن ہوئے۔

3: قاری صاحب موصوف ملحد و بے دین ہیں۔

4: عیسائیت اور قادیانیت کی روح ان کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

5: وہ عیسائیت کے عقیدے ''عیسیٰ ابن اللہ'' کو صحیح ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

6: مہتمم صاحب موصوف کے یہ اقتباسات قرآن وحدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں۔

7: ان کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے جب تک توبہ نہ کریں۔

مہتمم صاحب موصوف کی اس بے دینی اور الحاد پسندی پر پردہ ڈالنے کے لئے موصوف کے محبّ صادق ابومحمد امام الدین رام نگری یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

''دعوت'' میں فتویٰ کی اشاعت کے تقریباً ایک ماہ کے بعد یہ شذرہ لکھا جارہا ہے۔ ابھی تک جناب مولانا محمد طیب صاحب یا جناب مفتی صاحب کا بیان بھی شائع نہیں ہوا۔ ضرورت ہے کہ کتاب کی اشاعت روک دی جائے۔

(ماہنامہ انوار اسلام فروری 63ء ص 8)

غور فرمایئے! قاری صاحب پر الحاد و بے دینی کا فتویٰ لگے۔ آج ساتواں سال ہے۔ یعنی 1962ء میں قاری صاحب ملحد و بے دین قرار دیئے گئے اور آج 1968ء ہے۔ پھر بھی نہ قاری صاحب کا علمائے دیوبند نے بائیکاٹ کیا اور نہ ہی اساتذہ دارالعلوم ان سے قاطع تعلق ہوئے۔ درآنحالیکہ ابھی تک قاری طیب صاحب نے اعلان توبہ نہ کرکے اسی ملحدانہ اور بے دینی کی روش کو اپنا رکھا ہے اس کا کھلا اور واضح مطلب صرف یہ ہے کہ ایسا شخص جو صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کے فتوے کی روشنی میں ''ملحد اور بے دین'' ہو۔ محرف قرآن ومکذب آیات ربانیہ ہو۔ نیز عیسائیت وقادیانیت کی روح ہو۔ وہ دارالعلوم دیوبند کے انتظام واہتمام کی مسند عالی پر فائز ہوسکتا ہے اور اس منصب کا مستحق اسے قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایسی صورت میں خود دارالعلوم دیوبند کو، کیا اسلامی اور روحانی ادارہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ جہاں کا مہتمم ومنتظم خود وہیں کے صدر مفتی کی نظر میں ''ملحد و بے دین'' ہو۔ فیصلہ بذمۂ ناظرین ہے۔

لطیفہ نمبر 3

سوال:-

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلادخواں نے مندرجہ ذیل شعر محفل مولود میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا۔ شعر:

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اسکی نعش

تو پھر بھی خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

الجواب:۔

1: یہ شعر پڑھنا حرام اور کفر ہے، اگر یہ سمجھ کر پڑھے کہ اس کا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا اور اگر یہ علم نہ ہو تو اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے، یہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو تا بہ مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔احمد حسن 15 شوال 1369ھ سنبھل

2:-اس شعر کا مفہوم کفر ہے، لکھنے والا اور عقیدے سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ظہورالدین سنبھل

3:-کسی بے ہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے، بیوقوف اور بے ہودہ لوگ ہی ایسے مضمون سے محفوظ ہوتے ہیں، اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی اس کے سننے سے بھی احتیاط کرنا چاہیئے ۔سعید احمد سنبھل

4:-اس شعر کا نعت میں پڑھنا اور سننا دونوں کفر ہے۔وارث علی عفی عنہ سنبھل

5:-تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں۔محمد ابراہیم عفی عنہ مدرسۃ الشرع سنبھل

6:-شعر مذکور اگر چہ نعت میں ہے لیکن حد شرع سے باہر ہے ایسا شعر نہ کہنے والے کو کہنا اور نہ پڑھنے والوں کو پڑھنا جائز ہے یہ غلو اور قبیح ہے۔محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔دہلی

7:- مذکورہ شعر اگر چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے شعر میں حد درجہ کا غلو ہے جو اسلامی اصول کے کسی طرح مناسب نہیں ہے شاعر کافر اس وجہ سے نہیں ہوسکتا کہ شعر کا پہلا مصرع شرط ہے (جو) معنٰی میں اگر کے ہے اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے۔ شرط کا وجود محال ہے اسلئے دوسرا مصرعہ جو بطور جزا کے ہے۔اس کا مترتب ہونا بھی محال ہے مگر شعر نعت رسول سے بہت گراہوا اور رکیک ہے۔ایسے غلو سے شاعر کو بچنا فرض اور ضروری ہے۔ایسے اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے، یہ صحیح ہے کہ قرآن کے حکم کے مطابق ابلیس جنت میں نہیں جائے گا۔مگر اس شعر کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے کہ اس میں محال کو فرض کر رکھا ہے جب تک صحیح توجیہہ اس کے کلام کی ہوسکتی ہے اس وقت تک اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں۔ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہیئے- واللہ اعلم

کتبہ۔سیّد مہدی حسن صدر مفتی دارالعلوم دیوبند 13 / 702ھ جمعہ

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جس شعر پر مذکورہ مفتیان دیوبند نے کفر وضلالت کے فتوے صادر فرمائے

ہیں۔وہ شعر بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کا ہے۔گویا مذکورہ مفتیوں نے اپنے''قاسم العلوم والخیرات''کو ہی کافر و فاسق قرار دیا ہے۔ملاحظہ ہو شعر مع حوالہ،

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیرا اسکی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

(قصائد قاسمی از مولوی قاسم نانوتوی ص 7 مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ لاہور)

مختصر یہ کہ مولانا قاسم نانوتوی مذکورہ مفتیوں کی نظر میں،

1:-کافر، بے ایمان، فاسق، اور سخت گنہگار ہیں۔(عالم دیوبند مفتی احمد حسن سنبھل)

2:-مولانا کے شعر کا مفہوم کفر، اس میں تاویل کی گنجائش نہیں۔(عالم دیوبند مفتی ظہور الدین سنبھل)

3:-مولانا بے ہودہ اور جاہل آدمی ہیں۔(عالم دیوبند مفتی سعید احمد سنبھل)

4:-مولانا کے اس شعر کو نعت میں لکھنا اور پڑھنا دونوں کفر۔(عالم دیوبند مفتی وارث علی سنبھل)

5:-مولانا کا کافر، بے ہودہ اور جاہل ہونا بالکل صحیح ہے۔(عالم دیوبند مفتی محمد ابراہیم مدرس ?الشرع)

6:-مولانا کا یہ شعر حد شرع سے باہر، غلو اور قبیح ہے۔(عالم دیوبند مفتی محمد کفایت اللہ، دہلی)

7:-مولانا شرعی اصول سے ناواقف، حد درجہ غالی اور توہین رسول کے مرتکب ہیں۔ان کا یہ شعر بہت گرا ہوا اور رکیک ہے۔(صدر مفتی دارالعلوم دیوبند سیّد مہدی حسن صاحب)

لطیفہ نمبر 4

حفظ الایمان کی ایک متنازعہ عبارت کا واحد حل!

عبارت درج ذیل ہے:

''پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدّسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل۔اگر بعض علوم غیبیہ ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ بہائم کے لئے حاصل ہے''(حفظ الایمان مع بسط البنان از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 8 مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)(حفظ الایمان مع بسط البنان وتغیر العنوان از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 8 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس عبارت سے ایک معمولی اردو جاننے والا بآسانی سمجھ لے گا کہ مولانا تھانوی کے نزدیک نہ صرف فخر عالم

غیب داں بلکہ زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ بہائم بھی غیب داں ہیں۔۔۔مگر علمائے دیوبند کے مطاع عالم مخدوم الکل مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل،ص96،کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

مولانا گنگوہی کے اس فتوے کی روشنی میں مولانا تھانوی کے مشرک ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ بہر حال مسلمانوں کا ایک گروہ اس عبارت کی تائید میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر صحیح اور درست ثابت کرنے میں لگا ہوا ہے اور دوسرا گروہ اسی شدومد کے ساتھ تردید میں مصروف ہے۔ چنانچہ بات بڑھتی گئی اور نتیجہ اچھا، برا نکلتا رہا۔

اس سلسلہ میں میری تحقیق یہ ہے کہ مولانا مدنی، مولانا مرتضیٰ حسن، اور مولانا منظور احمد نعمانی کی تاویلات و توضیحات سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہی صحیح اور درست ہے چنانچہ مولانا مدنی فرماتے ہیں:

حضرت مولانا (تھانوی) عبارت میں لفظ''ایسا''فرمارہے ہیں لفظ''اتنا''تو نہیں فرمارہے ہیں۔ اگر لفظ''اتنا'' ہوتا تو اس وقت البتہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔(الشہاب الثاقب ازمولوی حسین احمد ٹانڈوی ص102 مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

''اس سے بھی قطع نظر کرلیں تو لفظ ایسا''تو کلمہ تشبیہ کا ہے''(الشہاب الثاقب ازمولوی حسین احمد ٹانڈوی ص 103 مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

مولانا مدنی کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ''عبارت مذکورہ''میں لفظ''ایسا''تشبیہ کے لئے ہے، اگر''اتنا''یا ''اس قدر''کے معنی میں ہوتا تو یقیناً کفر تھا۔

اب دیکھئیے مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کیا فرماتے ہیں:

واضح ہو کہ''ایسا''کا لفظ فقط''مانند اور مثل''ہی کے معنٰی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنٰی''اسقدر''اور ''اتنے''کے بھی آتے ہیں جو جگہ(یعنی عبارت مذکورہ)متعین ہیں۔(توضیح البیان از مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ص8 مطبع قاسمی دیوبند)

مزید فرماتے ہیں:

عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا بمعنٰی''اس قدر اور اتنا''ہے پھر تشبیہ کیسی؟(توضیح البیان ازمولوی مرتضیٰ حسن

در بھنگی ص 17 مطبع قاسمی دیوبند)

مولانا منظور نعمانی بھی ایسا ہی فرماتے ہیں:

حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ''ایسا'' تشبیہہ کے لئے نہیں ہے بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔(فتح بریلی کا دلکش نظارہ از مولوی منظور نعمانی ص 32)

تقریباً یہی مضمون کتاب مذکورہ کے صفحہ 34، 40، اور 48، پر بھی ہے۔اس اجمالی گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مولانا مرتضٰی حسن اور مولانا منظور نعمانی اس بات پر متفق ہیں کہ عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ''ایسا'' بمعنی ''اسقدر اور اتنا'' ہے۔اگر تشبیہہ کے لئے ہوتا تو موجب کفر ہوتا۔

اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہوا جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کررہے ہیں جب تو ہمارے نزدیک بھی موجب کفر ہے۔(فتح بریلی کا دلکش نظارہ از مولوی منظور نعمانی ص 53)

حاصل کلام:۔ مولانا مرتضٰی حسن اور مولانا نعمانی کے نزدیک لفظ ایسا'' بمعنی اتنا اور اس قدر ہے اگر تشبیہہ کے لئے قرار دیا جائے تو کفر ہے اور مولانا مدنی کے نزدیک لفظ ایسا تشبیہہ کیلئے ہے۔اگر بمعنٰی ''اتنا اور اس قدر'' قرار دیا جائے تو کفر ہے۔

حل :۔ عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ ایسا کے دو ہی معنٰی ہیں۔

(1) یا تو تشبیھہ کے لئے ھے

(2) یا بمعنی اس قدر یا اتنا

پہلی شق مولانا مرتضی حسن اور مولانا نعمانی کے نزدیک کفر۔

اور دوسری شق مولانا مدنی کے نزدیک کفر۔

اس سے معلوم ہوا کہ دونوں شقیں کفر ہیں۔اس عبارت متنازعہ کی کوئی تاویل نہیں۔ نیز یہ نتیجہ بھی قدرتی طور پر برآمد ہو گیا کہ۔

مولانا مرتضٰی حسن اور مولانا نعمانی دونوں کے دونوں مولانا مدنی کی تاویل کی روشنی میں کافر

اور مولانا مدنی بھی مولانا مرتضٰی حسن اور اور مولانا نعمانی کی تاویل کی روشنی میں کافر

(فالحمد للہ رب العالمین)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

خود آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اس صورت حال کو دیکھ کر مجھے ایک اور شعر یاد آگیا۔

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ دین حق پہچان کر

ہم ہوئے مسلم تو وہ مسلم ہی کافر ہو گیا

لطیفہ نمبر 5

سوال : کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان ومکان سے پاک اور اس کا دیدار بے جہت حق جاننا بدعت ہے اور یہ قول کیسا ہے۔ بیّنو وتو جروا۔

الجواب : یہ شخص عقائد اہلسنت سے جاہل اور بے بہرہ اور دہ مقولہ کفر ہے۔ واللہ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوہی (نشان مہر)

الجواب صحیح ۔۔۔۔۔ اشرف علی عفی عنہ

حق تعالیٰ کو زمان ومکان سے منزّہ ماننا عقیدہ اہل ایمان ہے اس کا انکار الحاد وزندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ آخرت میں بے کیف وبے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدے کا بددین وملحد ہے۔

کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ (نشان مہر) مفتی مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح ۔۔۔۔۔ بندہ محمود حسن عفی عنہ مدرس اول دیوبند

وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں ہے" حرّرہ المسکین عبدالحق

الجواب صحیح ۔۔۔۔۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی، مرادآباد

"ایسے عقیدے کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے" ابوالوفا ثناءاللہ (نشان مہر)

اب سنئے عبارت کس کتاب کی ہے اور کس عالم کے قلم سے یہ باتیں نکلی ہیں۔ "ایضاح الحق" **مولانا اسمٰعیل دھلوی** کی تصنیف ہے۔ بصورت استفتاء بھیجی گئی عبارت اسی کتاب کے صفحہ 35، 36 سے ماخوذ ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

تنزیه او تعالیٰ از زمان و مکان و جهت و اثبات رویت بلا جهت و محاذات الخ همه از قبیل بدعات حقیقه است اگر صاحب آں اعتقادات مذکوره را از جنس عقائد دینیه می شمارد (ایضاح الحق از مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 36-35)

جب یہ راز فاش ہوگیا کہ اکابر دیوبند نے جس شخص کو جاہل بے بہرہ کافر،ملحد، زندیق، بے دین، اور غیر سنّی قرار دیا ہے وہ انہیں حضرات کے امام و پیشوا، شہید بے نوا مولانا اسمٰعیل دہلوی ہیں تو مولانا رشید احمد گنگوہی کو اظہار افسوس ان الفاظ میں کرنا پڑتا ہے۔

"ایضاح الحق" بندہ کو یاد نہیں ہے کیا مضمون اور کس کی تالیف" (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص 236، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

لطیفه نمبر 6

جب آپ نے اکابر دیوبند کے دین وایمان کو سمجھ لیا کہ " ایں خانه همه آفتاب است" تو آیئے اب ان حضرات کے حالات کا بھی ایک سرسری جائزہ ان کی ہی روایات کی روشنی میں لیتے چلیں۔

وہ اپنے معاملات میں تاویل وتوجیہہ واغماض ومسامحت سے کام لیتے تھے! انھوں نے اپنے ایک مرید کے کفری طرز عمل کے بارے میں نہیں کہا کہ کلمۂ کفر ہے۔اور شیطانی فریب اس کفری طرز عمل کو غایت محبت پر محمول کرکے ٹال دیا۔

مولاناتھانوی کے بارے میں فاضل دیوبندسعیداحمداکبرآبادی کی تحقیق:

"اپنے معاملات میں تاویل وتوجیہہ اور اغماض ومسامحت کرنے کی مولانا میں جو خوبی تھی اس کا اندازہ ایک واقعہ سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میں ہر چند کلمۂ تشہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار ہوتا یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منھ سے نکل جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس کا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ کلمۂ کفر ہے شیطان کا فریب ہے اور نفس کا دھوکہ ہے۔تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو۔لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کردیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے غایت محبت ہے اور یہ سب اسی کا نتیجہ وثمرہ ہے" (برہان دہلی فروری 1952ء صفحہ 107)

لطیفه نمبر 7

ان کی اوصاف شماری میں حد درجه غلو اور مبالغه کیا گیا

ان کو صحابه و تابعین کیا معنٰی انبیاء سے بھی جا ملایا ھے

دلداگان مولانا تھانوی کے بارے میں فاضل دیوبند مولانا اکبر آبادی کی رائے

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ان کی اوصاف شماری میں اس درجہ غلو اور مبالغہ کیا گیا ہے کہ ان کو صحابہ و تابعین کیا معنٰی انبیاء سے بھی جا ملایا ہے۔(برہان دہلی مئی 52ء، ص 97)

لطیفہ نمبر 8

فضائل مصطفٰی آج مصلحتاً بیان کر دینا چاھئے تا که وھابیت کا شبھه ختم ھو سکے۔علمائے دیوبند کا نقطه نظر

فضائل کے لئے روایات درکار ھیں اور وہ مجھے یاد نھیں۔(تھانوی)

مولانا تھانوی کا ارشاد:

دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسے دستار بندی میں بعض اکابر نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل بیان کئے جائیں تا کہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں۔حضرت والا (’تھانوی صاحب‘) نے باادب عرض کیا:

اس کے لئے روایات کی ضرورت ہے اور وہ روایات مجھ کو مستحفر نہیں۔(اشرف السوانح از مولوی عزیز الحسن مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون، حصہ اول ص 76)

یہ حضرت والا وہی ہیں جن کے بارے میں بعض لوگوں نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے وہ حکیم الامت، مجدد دین وملت، آیۃ من آیات اللہ، حجۃ اللہ فی الارض اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔مگر قربان جایئے ان کے مبلغ علم اور جذبہ محبت رسول پر کہ حجۃ اللہ فی الارض اور آیۃ من آیات اللہ ہوتے ہوئے بھی نہ تو فضائل رسول کی روایات ان کو مستحضر ہیں اور نہ ہی بیان فضائل سے کچھ دلچسپی۔

لطیفہ نمبر 9

مولانا تھانوی کے پردادا مرنے کے بعد زندوں کے مثل آتے اور ساتھ میں مٹھائیاں لاتے۔ جب بدنامی کے ڈر سے گھر والوں نے راز فاش کر دیا تو ان کا مٹھائیوں کے ساتھ آنا بند ھو گیا۔

اشرف السوانح کا ” تقویۃالایمان شکن “ انکشاف

”شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا، شب کے وقت اپنے گھر مثل زندوں کے تشریف لائے اور اپنے گھر

والوں کومٹھائی لا کر دی، اورفرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کروگی تو اسی طرح روزانہ آیا کریں گے، لیکن ان کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کومٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہہ کریں۔ اسی لئے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں لائے، یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔'' (اشرف السوانح از مولوی عزیز الحسن مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون، حصہ اول ص 12)

لطیفہ نمبر 10

حضرات یوسف و موسیٰ وعیسیٰ علیھم السلام میں جو کمالات انفراداً تھے ، وہ مجموعی طور پر شاہ وصی اللہ صاحب میں تھے۔ مدیر " الاحسان " کی پیر پرستی

یہ مذکورہ بالا امور "شرک فی الرسالہ" ہیں۔ فاضل دیوبند مولانا اکبر آبادی کا جواب

''منجملہ انھیں حضرات کے مرشدی ومولائی محی السنہ والاخلاق ماحی البدعہ والنفاق حضرت مولانا الشاہ محمد وصی اللہ صاحب دامت برکاتہم واضہم بھی ہیں۔ آپ کی جامعیت وکمال کے بارے میں اپنا خیال یہ ہے کہ

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

-یا-

حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (رسالہ الاحسان جلد 2 ستمبر 55ء ص 4)

لیکن فاضل دیوبند مولانا سعید احمد اکبر آبادی فرماتے ہیں:

اس مقام پر ایک نہایت اہم اور ضروری نکتہ جسے اپنے مرشد کے ساتھ غالی عقیدت وارادت رکھنے والے مرید اکثر بھول جاتے ہیں، ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک ماننا، شرک فی اللہ اور کفر ہے اسی طرح آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف وکمالات نبوت میں کسی کو شریک جاننا شرک فی الرسالہ اور عظیم ترین معصیت ہے۔ (برہان، دہلی فروری 1952ء ص 108)

فاضل دیوبند موصوف کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ غیر نبی کیلئے کہ

حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

شرک فی الرسالہ اور عظیم ترین معصیت ہے۔ کیونکہ شعر مذکورہ کے مصداق صرف تاجدار دو عالم ہیں نہ کہ مولانا شاہ وصی اللہ۔ کاش مدیر الاحسان خدا پرستی کو چھوڑ کر پیر پرستی کے نشہ میں وہ نہ لکھتے جو لکھ گئے۔ انہیں تو یہ کہنا چاہئے تھا۔

چھٹ جائے اگر دولت کونین تو کیا غم!

چھوٹے نہ مگر ہاتھ سے دامان ﷺ

لطیفہ نمبر 11

مولانا تھانوی نے عقد ثانی لذّت نفس کے لئے کیا، مگر مریدین و معتقدین پر رنگ جمانے، زھد و تقوٰی کا رعب گانٹھنے اور جگ ہنسائی سے خود کو بچانے کیلئے کافی بل کھائے اور پینترے بدلے۔

فاضل دیوبند مولانا اکبر آبادی کا تبصرہ :

مولانا تھانوی جیسا کہ خود فرماتے ہیں، دوسرا نکاح محبت دلی کے اقتضاء سے کرتے ہیں، لیکن شہرت و وجاہت خانگی چپقلش کی وجہ اور برادری میں چہ میگوئیوں کی وجہ سے اس واقعہ کے سبب مولانا تھانوی کو جو ضعطۂ دماغی (Complex) پیش آ گیا ہے اس کی وجہ سے اپنے فعل کی تاویل و توجیہ میں عجیب عجیب باتیں کہتے ہیں حالانکہ سیدھی بات یہ تھی کہ میں نے عقد ثانی کیا ہے اور یہ شرع میں ناجائز نہیں ہے، بس بات ختم ہو جاتی۔

لیکن مولانا کبھی تو فرماتے ہیں کہ بے ساختہ ذہن میں آیا کہ بہت سے درجات موقوف ہیں، سقوط جاہ و بدنامی پر جس سے تواب تک محروم ہے، پس اس واقعہ میں حکمت یہ ہے کہ تو بدنام ہوگا اور حق تعالیٰ درجات عطا فرمائیں گے۔

کبھی مولانا تھانوی فرماتے ہیں ایک مصلحت یہ بھی ظاہر ہوئی کہ اس سے پہلے موت کی محبوبیت کی دولت نصیب نہ تھی، الحمدللہ کہ اس واقعہ (شادی) سے یہ دولت بھی نصیب ہوگئی۔

پھر ارشاد ہوتا ہے، مجھ کو ثواب آخرت سے طبعاً کم دلچسپی تھی، اب معلوم ہوا کہ یہ ایک قسم کی کمی اور استغناء تھی، الحمدللہ کہ اس کمی کا تدارک ہو گیا۔

اس کے بعد مولانا تھانوی کا ارشاد ہے کہ حلم و تحمل کا ذوق نہ تھا۔ خدائے تعالیٰ کا احسان ہے کہ یہ کام بھی (بعد شادی) پورا ہو گیا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مصلحتیں لکھیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا تھانوی نے عقد ثانی کیا کیا، سلوک و معرفت اور طریقت و حقیقت کی صبر آزما منزلیں بیک جنبش قدم طے کر لی ہیں، جو ملکات و فضائل اور کمالات روحانی و باطنی سالہا سال کے بعد مجاہدہ اور ریاضت شاقہ کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتے وہ عقد ثانی کرتے ہی فوراً مولانا کو حاصل ہو گئے۔ (برہان دہلی 1952ء فروری ص 105)

لطیفہ نمبر 12

مولانا تھانوی ایك بیوی کی باری میں دوسری بیوی کا خیال لانا بھی خلاف عدل سمجھتے تھے۔ مؤلف جامع المجد دین مولانا عبد الباری کا دعویٰ :

یہ بات سر تاپا غلط اور بے بنیاد ہے بلکہ اس سے نبی کریم کی تنقیص شان ہوتی ہے۔

فاضل دیوبند مولانا سعید احمد اکبر آبادی کا تبصرہ :

جناب مؤلف (مولوی عبد الباری ندوی مؤلف جامع المجد دین) نے حضرت تھانوی کے انتہائی عدل بین الزوجین کی جو کیفیت بیان کی ہے، وہ عقلی و منطقی اور نفسیاتی طور پر کس قدر غلط اور بے معنی ہے اور ساتھ ہی اس سے کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص ہوتی ہے، عقلی اور نفسیاتی طور پر اس کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انسانی خیال پر کبھی روک ٹوک نہیں لگائی جاسکتی اس پر ہرگز پہرہ نہیں بٹھایا جاسکتا، یعنی آپ کسی خیال کی نسبت لاکھ عہد کریں کہ اسے اپنے دل یا دماغ میں گھسنے ہی نہ دیں گے۔ آپ اس میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ (چند سطر کے بعد)

خیال لام السلسبیل و دونها

مسیرة شهر البرید المذبذب

(**ترجمہ**) میری محبوبہ ام سلسبیل کا خیال میرے پاس آتا ہے حالانکہ میرے اور اس کے درمیان میں ایک تیز رفتار قاصد کی ایک مہینہ کی مسافت ہے۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

عجبت لمسراها وانی تخصلت

الیٰ رباب السجن دونی مغلق

(**ترجمہ**) میری محبوبہ کا خیال معلوم نہیں کس طرح میرے پاس چلا آیا جب کہ قید خانہ کا دروازہ میرے اوپر بند تھا۔

اس بناء پر مؤلف کا یہ دعویٰ کہ حضرت تھانوی ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کا خیال لانا بھی خلاف عدل سمجھتے تھے۔ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے، جیسا کہ ہم نے ابھی ارشاد فرمایا! جناب مؤلف کے خیال میں غالباً حضرت تھانوی کے فضل وکمال کا اعتراف اس وقت ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ ایک نہایت معصومانہ انداز میں دوسرے حضرات پر فقرے نہ کسے جائیں اور ان پر طنز وتعریض نہ کی جائے لیکن نہایت افسوس اور بڑے شرم کی بات ہے کہ اس موقعہ پر وہ حبّک الشئی یعمی ویصم، (بسا اوقات کسی شئے کی محبت انسان کو اندھا و بہرہ بنا دیتی ہے) کے مطابق اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص کر بیٹھے ہیں، تاریخ وسیر اور احادیث کی کتابوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ حضرت سرور کونین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنھا) سے اتنی محبت تھی کہ آپ دوسروں بیویوں کی باری کے دنوں میں حضرت خدیجہ کا ذکر سوز وگداز کے ساتھ اس طرح فرمایا کرتے تھے کہ ازواج مطہرات کو بعض اوقات ناگواری تک ہو جاتی تھی۔ حضرت خدیجہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے محبت تھی اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنھا) بھی اسے جانتی تھیں لیکن اس کے باوجود فرماتی ہیں کہ میں نے خدیجہ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا کسی اور پر نہیں آتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے۔

(دو سطر بعد)

غور کیجئے مولانا تھانوی کے نزدیک تو دوسری بیوی کا خیال لانا بھی خلاف عدل ہے لیکن یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف خیال ہی نہیں لاتے بلکہ ذکر بھی فرماتے ہیں اور ذکر بھی ایک دو دفعہ نہیں بھول چوک سے نہیں بلکہ ہمیشہ عمداً اور قصداً۔

(چند سطروں کے بعد)

اب اس کے مقابل مولوی عبدالباری صاحب مؤلف جامع المجددین کا بیان پڑھئے کہ مولانا تھانوی ایک بیوی کی باری میں دوسری بیوی کا خیال لانا بھی خلاف عدل سمجھتے تھے۔ اور بتائیے کہ العیاذ باللہ کیا اس جملہ کا حاصل یہ نہیں ہے کہ اس معاملہ میں مولانا تھانوی کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اونچا ہے کہ جو کام آپ نہ کر سکے وہ مولانا نے کر کے دکھا دیا۔ (برہان دہلی مارچ 52ء از ص 167 تا ص 176 مختصراً)

لطیفہ نمبر 13

وہ تشّدد پسند، درشت مزاج اور بد اخلاق تھے

قیام دیوبند کے زمانے میں بارہا جی چاهنے پر بهی میں ان سے ملتے هوئے خوف کهاتا تها جامع المجدد دین کو پڑهکر میرا خیال پختہ یقین کے سانچے میں ڈهل گیا

فاضل دیو بند مولانا سعید احمد اکبر آبادی کی آپ بیتی :

مولانا (تھانوی) کی تشدد پسندی اور درشت مزاجی کی جو روایات برابر سننے میں آتی رہتی ہیں ان کا اثر یہ ہوا کہ قیام دیو بند کے زمانے میں بارہا جی چاہنے کے باوجود مولانا کی خدمت میں حاضری کی جرات کبھی نہیں ہوئی۔ جامع المجدد دین میں اسی طرح کے واقعات نظر سے گذرے تو یہ اثر اور قوی ہوگیا۔ (برہان دسمبر 1952ء ص 366)

لطیفه نمبر 14

مولوی عبدالباری ندوی مؤلف جامع المجدد دین کی ایک عبارت فاضل اکبر آبادی نقل کرتے ہیں:

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا سب سے نمایاں اور بڑا کمال راقم الحروف (عبدالباری ندوی) کی نظر میں یہ تھا کہ علم و عمل میں حدود کی رعایت اس درجہ تھی کہ حضرات انبیاء کا تو ذکر نہیں ورنہ لوازم بشریت کے ساتھ اس سے زائد کا تصور دشوار ہے اور اس میں یقیناً اس نعمت کا دخل تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بسطۃً فی العلم کے ساتھ بسطۃً فی العمل کا بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا جسمانی خلقت ظاہر و باطنی حواس کی اور نتیجہ اعتدال مزاج کی لطافت میں بھی مجدد امت کی ذات نبی امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پرتو تھی۔ (برہان فروری 52ء ص 112، 113)

فاضل اکبر آبادی اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد یوں تبصرہ فرماتے ہیں:

حضرات انبیاء کا تو ذکر ہی نہیں ورنہ لوازم بشریت کے ساتھ اس سے زائد کا تصور دشوار ہے۔ اس عبارت کا مطلب بجز اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ تابعین و تبع تابعین اور ائمہ عظام و صدیقین و شہداء تو کیا، مولانا تھانوی کا مقام صحابہ سے بھی اونچا تھا کیونکہ صحابی سب ایک ہی مرتبے کے نہیں تھے۔ ان میں آپس میں بھی فرق مراتب تھا اور لوازم بشریت کے ساتھ اس سے زائد کا تصور ہی نہ ہونا یہ سب سے اونچا مرتبہ ہے، اس بناء پر مولانا تھانوی فرداً فرداً ہر ایک صحابہ سے اونچے نہ سہی، بعض صحابہ سے جو دوسرے صحابہ کے مقابلے میں مفضول تھے، ان سے لامحالہ تھانوی صاحب اونچے ہو ہی گئے۔ (برہان دہلی فروری 1952ء ص 114)

لطیفه نمبر 15

مولانا تھانوی کا پیر دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ھے۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی ”تقویۃ الایمان شکنی“

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے کہا، واللہ العظیم، مولانا تھانوی کے پیر دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔ (تذکرۃ الرشید از مولوی عاشق میرٹھی حصہ اول ص 113 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

لطیفہ نمبر 16

مولانا تھانوی کی صورت کا تصور نماز میں کرنا جائز ھے

مولانا موصوف کے فتوے کا حاصل

کسی نے خط میں لکھا کہ اگر آپ (مولانا تھانوی) کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے، فرمایا جائز ہے۔ (ملفوظات اشرف العلوم بابۃ ماہ رمضان 1355ھ ص 84)

مگر مولانا اسمٰعیل دہلوی فرماتے ہیں:

نماز میں زنا کے وسوسے سے اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا لینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے بُرا ہے۔ (صراط مستقیم (اردو) از مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 169 مطبوعہ اسلامی اکیڈمی لاہور) (صراط مستقیم (فارسی) از مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 86 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور)

پھر فرماتے ہیں:

غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔ (صراط مستقیم (اردو) از مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 170 مطبوعہ اسلامی اکیڈمی لاہور) (صراط مستقیم (فارسی) از مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 86 مطبوعہ مکتبہ السّلفیہ لاہور)

غور فرمایئے۔

فخر عالم کا خیال و تصور نماز میں لانا اور جمانا، گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر اور شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے۔ مگر مولانا تھانوی کی صورت نماز میں جی لگانے کے لئے بہ جہت تعظیم بسانا اور ان کی صورت کے تصور و خیال کو بحالت نماز قائم رکھنا، نہ گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر اور نہ شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے، ورنہ علمائے دیوبند کے ”حجۃ اللہ فی الارض“ یہ نہ لکھتے کہ ”جائز ہے“

اس کا قدرتی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ رسول کے تصور وخیال کو نماز میں شرک کہہ دیا جائے تا کہ عظمت شان میں کچھ تو کمی ہو۔اور مولانا تھانوی کے لئے اسی امر کو جائز قرار دیا جائے تا کہ حق پرستی کو کچھ تو دھچکا پہنچے۔اس مقام پر اس شعر کو پڑھنا نامناسب نہ ہوگا۔

نگاہ لطف کی اک اک ادا نے لوٹ لیا

وفا کے بھیس میں اک بے وفا نے لوٹ لیا

لطیفہ نمبر 17

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (مولانا تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں،انھوں نے مجھ سے کہا۔میرا ذہن معاً اسی طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی،اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصّہ یہاں ہے۔(رسالہ الامداد،ماہ صفر 1335ھ)

متذکرہ بالا خط کشیدہ جملوں پر مولانا مشتاق نظامی کا تبصرہ مجھے بے حد پسند آیا جو اپنی افادیّت کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ نذر ناظرین کروں۔

علامہ نظامی فرماتے ہیں،:

''کجا ام المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ،جن کی فراست دینی اور تفقّہ فی الدین پر اجل صحابہ وخلفائے راشدین کو اعتماد و بھروسہ تھا،جن کی شان عفّت پر آیات کا نزول ہوا،صحابہ کے پُر پیچ مسائل کی گرہوں کو جن کے ناخن تدبیر نے کھول دیا ہو جس نے بلا واسطہ درسگاہ نبوت سے فیض حاصل کیا ہو جس کے مقدس اور پاکیزہ حجرہ میں بارہا جبرئیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے ہوں۔ہاں وہی!سیدہ عائشہ جن کے لئے قرآن مجید کا ارشاد محکم ہے کہ اَلنَّبِیُّ اولٰے بالمؤمنین مِن اَنفُسِہِم و اَزوَاجُہ امّھاتُھم ،

اور کہاں مولانا تھانوی کی بیگم جن کے آتے ہی مولانا تھانوی کی دنیا وآخرت دونوں برباد ہوگئی۔کہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حرم محرّم اور کہاں مولانا تھانوی کی بیگم۔

چہ نسبت خاك را با عالم پاك

وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا!جن کا تذکرہ قرآن مجید میں،جن کا ذکر جمیل احادیث رسول میں،جن کے محاسن اخلاق تاریخ اسلام میں غرضیکہ جن کا تذکرہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی میں،مسجد و خانقاہ میں،جن کا تذکرہ صدیقین

صالحین، شہداء، ائمہ مجتہدین، اکابر محدثین، علماء و اولیاء کی زبانوں پر غرضیکہ وہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا جن کا تذکرہ فرش پر، عرش پر، ملائکہ کی بزم قدس میں حتیٰ کہ بارگاہ الوہیت میں۔

افسوس ہے تھانوی صاحب کی ناپاک و نجس ذہنیت پر" چھوٹا منھ اور بڑی بات" اپنی خباثت باطنی کی بناء پر فرماتے ہیں!

"وہی قصہ یہاں بھی ہے" جیسا کہ محبوب کردگار اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی شادی کا تھا۔ معاذ اللہ ثمہ معاذ اللہ

آنجناب کی بازاری بولی تو ملاحظہ فرمایئے کہ "میں سمجھ گیا کوئی کمسن عورت ہاتھ آئے گی" اس جملہ میں" ہاتھ آئے گی" کا ٹکڑا خصوصیت سے قابل توجہ ہے، اہل ادب اور اہل زبان اچھی طرح واقف ہیں کہ اس کا موقع استعمال کیا ہے اور" کمسن عورت ہاتھ آئے گی" کا جملہ مولانا تھانوی کے لذت نفسانی و جذبہ شہوانی پر کس حد تک غماز ہے۔ (خون کے آنسو حصہ اول ص 213، 214)

لطیفہ نمبر 18

بانی دارالعلوم دیوبند لا اُبالی آدمی تھے پھر بھی مقام نبوت سے نیچے بات نہیں کرتے تھے۔

ارواح ثلاثہ کا اعلان:

فرمایا ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے، مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی لا اُبالی کہین کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں۔

اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے آپ نے فرمایا زادراہ بھی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ایسے ہی توکّل پر چلیں گے مولانا نے فرمایا۔ جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم منیجر کے سامنے توکّل کی پوٹلی رکھ دینا بڑے آئے توکّل کرنے، جاؤ اپنا کام کرو۔ پھر ان لوگوں نے حضرت مولانا نانوتوی سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔

هر گُلے را رنگ و بوئے دیگر ست

راستے میں جو کچھ ملتا وہ سب لوگوں کو دے دیتے اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں کچھ تو اپنے پاس رکھیئے تو فرمایا: "اِنَّما اَنا قَاسِمٌ وَاللہ یُعطِی۔ الخ" (ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیاؔ) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 280-281 حکایت نمبر 314 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

میں اہل علم طبقے سے گزارش کروں گا کہ وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کے، انصاف و دیانت کے ساتھ فرمائیں کہ کیا یہ وہی

مقدس الفاظ نہیں جو حضرت ختمی مرتبت کی زبان پاک سے اپنے بارے میں نکلے تھے۔ہاں ہاں جو بات سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بارے میں ارشاد فرمائی تھی، بانی دارالعلوم دیوبند اُسے اپنی ذات پر چسپاں کر رہے ہیں۔

کیا اس مقام پر مولانا نانوتوی رسول اعظم کی ہمسری کے مدعی نہیں ہوتے وہ حدیث جسے سرور کائنات نے اپنے بارے میں فرمایا ہو،اس کو اپنے اوپر فٹ کرنا یا اپنی ذات کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرانا کیا ارشادات مصطفویہ سے بغاوت اور تحریف فی الدین نہیں۔

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بُولہبی!

لطیفہ نمبر 19

بانی دارالعلوم دیوبند دُلھن کے روپ میں ، مولانا گنگوھی کے نکاح میں پھر دونوں حضرات نے وہ لطف حاصل کیا ، جو شب وصل میں زوجین آپس میں حاصل کرتے ھیں۔

ایک دلچسپ اور ذوق مباشرت سے بھرا خواب

مولانا رشید احمد گنگوہی نے ایک بار ارشاد فرمایا: میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم دُلہن کی صورت میں ہیں اور میرا اُن سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن وشوہر کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔(تذکرۃ الرشید از مولوی عاشق میرٹھی حصہ دوم ص 289 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور)

یہ بات اپنی جگہ پر دوسری ہے کہ خدا جانے مولانا گنگوہی کتنے گندے خیالات ذہن میں رکھ کر سوتے تھے۔مگر اتنی بات تو سب کو تسلیم کرنی پڑے گی کہ مولانا نانوتوی کا ذوق مباشرت بڑا ہائی (High) تھا۔مباشرت کی گرما گرمی اور دھوم دھام ہوئی تو بانی دارالعلوم دیوبند سے۔تشنگی شہوت بُجھائی تو دیوبند حضرات کے ''قاسم العلوم والخیرات'' سے خواب ہو تو ایسا ہو۔اور اسٹینڈرڈ بھی ہو تو مولانا نانوتوی جیسا۔

ممکن ہے اس حیا سوز عقد کو خواب وخیال کہہ کر ٹال دیا جائے مگر ذیل کے واقعہ کو کہاں لے جائیے گا۔

لطیفہ نمبر 20

خانقاہ گنگوہ کے بھرے مجمع میں مولانا گنگوھی کا مولانا نانوتوی سے لپٹنے کی فرمائش

مولانا گنگوہی کا ان سے چپکنا اور مولانا نانوتوی کا انکار کرتے ہوئے جگ ہنسائی سے ڈرانا

اس پر مولانا گنگوھی کا جواب کہ لوگ کہیں گے کہنے دو

(پرواہ نہیں جب کوئی خدا سے، بندوں سے پرواہ کرنا کیا)

دن دھاڑے گنگوہ کی خانقاہ میں اکابر دیوبند کے معاشقہ کی ٹریننگ:

ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا حضرت گنگوہی، حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرماتے تھے کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی سے محبت آمیز لہجے میں فرمایا۔ یہاں ذرا سا لیٹ جاؤ۔

حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت گنگوہی نے پھر فرمایا تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے اور مولانا قاسم نانوتوی کی طرف کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اُن کے سینہ پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی ہر چند فرماتے رہے کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت (گنگوہی) نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔ (ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیاؒ) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 273-274 حکایت نمبر 305 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یہ وہی قاسم نانوتوی ہیں جنہوں نے بڑی قراءت سے فرمایا تھا: انما انا قاسم و اللہ یُعطی ۔
مگر آج انہیں حضرت گنگوہی نے نہ صرف خواب میں بلکہ گنگوہ کی خانقاہ میں بھرے مجمع کے سامنے دن کی روشنی میں بھی چار شانہ چت کر دیا۔

لطیفہ نمبر 21

جب علمائے دیوبند سے فخر عالم کا معاملہ ھوا تو اُن کو اُردو آگئی

معاملہ سے پہلے گویا فخر عالم نا آشنائے اردو تھے ۔ ثابت ھوا کہ علمائے دیوبند فخر عالم کے اساتذہ ھیں (معاذ اللہ)

ایک صالح، فخر عالم علیہ السّلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں؟

فرمایا کہ جب علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رُتبہ مدرسہ کا

معلوم ہوا۔(براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی ص 26 مطبوعہ ساڈھورہ)(براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی ص 30 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

لطیفہ نمبر 22

تین سال تك حضرت حاجی امداد الله صاحب کا چهرہ میرے قلب میں رہا۔ میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ جب تك قلب میں وہ حاضر و ناضر تھے۔

علمائے دیوبند کے نقطہء نظر سے مولانا گنگوهی کا شرک آمیز بیان۔

خاں صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جوش میں تھے اور تصور شیخ کا مسئلہ درپیش تھا۔فرمایا، کہہ دوں عرض کیا گیا کہ فرمایئے۔ پھر فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا کہ فرمایئے پھر فرمایا کہہ دوں۔عرض کیا گیا فرمایئے۔تو فرمایا کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔(ارواح ثلاثہ(حکایاتِ اولیا)از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 275-274 حکایت نمبر 307 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

غور فرمایئے تین سال کامل مولانا گنگوہی اپنے پیرومرشد حضرت امداداللہ مہاجر مکی کے چہرہ کو قلب میں بسائے ہوئے تھے، حاضروناظر جان کران سے سوالات بھی کرتے رہے۔جبھی تو مولانا گنگوہی کا یہ کہنا درست ہوگا کہ ''میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا''۔باوجودان حقائق کے دیوبند کا کوئی ایسا جیالا فرزند نہیں ہے جو مولانا گنگوہی پر انگشت اعتراض اٹھائے اور گریبان تھام کر پوچھے کہ توحید کا درس دینے والا شرک سے رسم وراہ کیوں پیدا کررہا ہے۔

لطیفہ نمبر 23

تقویۃ الایمان کو شورش پهیلانے کے لئے میں تصنیف کیا۔ اسی لئے تیز اور تشدد آمیز الفاظ لائے گئے۔ اور میں نے دیانت علمی کے خلاف شرك خفی کو شرك جلی لکھا۔ میں جانتا تھا کہ اس سے شورش ضرور پهیلے گی۔

مولانا اسمٰعیل دهلوی کا اعتراف

میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں۔اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی ہیں شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ شورش ضرور پھیلے گی۔(باغی ہندوستان صفحہ 115)(ارواح ثلاثہ(حکایاتِ اولیا)از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 84 حکایت نمبر 59 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

وہ کتاب جو شورش پھیلانے کیلئے لکھی گئی جس میں شرک خفی کو شرک جلی لکھ کر دیانت علمی کو مجروح کیا گیا ہو۔ بالقصد تیز الفاظ بھرے گئے ہوں اور تشدد بے جا کا وہ خاصا نمونہ ہو۔ایسی کتاب کے بارے میں بعض دینی بصیرت سے محروم حضرات صرف اس لئے حسن ظن رکھتے ہیں کہ ان کے ''مولانا صاحب'' کی تصنیف ہے۔ یہ میں نے کیا کہہ دیا ''حسن ظن'' ہی نہیں بلکہ ایسی غیر علمی کتاب کو عین اسلام قرار دیتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک و بدعت میں لا جواب ہے۔استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ص 41)

مولانا دہلوی تو یہ فرماتے ہیں کہ میں نے شرک خفی کو شرک جلی لکھا۔یعنی خلاف واقعہ باتیں تحریر کیں۔ تیز اور تشدد آمیز الفاظ بھرے اور اس غیر علمی اور خلاف دیانت وصداقت طرز عمل کو عین اسلام اور مطابق کتاب وسنت مولانا گنگوہی قرار دے رہے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ مولانا گنگوہی کے نزدیک ہر وہ بات عین اسلام اور مطابق کتاب وسنّت ہے جو خلاف واقعہ ہو۔

مثلاً جو شرک خفی ہے وہ شرک جلی کبھی نہیں ہوسکتا۔اور جو ''خفی'' کو ''جلی'' کہے وہ یقیناً حقائق علمیہ سے محروم ہے۔اب اگر خفی کو جلی تحریر کرنا عین اسلام ہوسکتا ہے تو مباح کو مکروہ۔مکروہ کو حرام۔حرام کو کفر اور کفر کو شرک بھی لکھنا غالباً مولانا گنگوہی کے نزدیک عین اسلام اور مطابق کتاب وسنّت ہوگا۔

لطیفہ نمبر 24

مولانا نانوتوی انسان نہ تھے بلکہ انسانیت سے بالا تر تھے ارواح ثلاثہ کا چیلنج

مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ پچیس (25) برس حضرت مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا درجہ اُن کا دیکھا۔(ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیأ) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 231 حکایت نمبر 242 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو، مولانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتے ہیں:

جو بشر کی سی تعریف ہوسو وہی کرو۔سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔(تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 96 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور)(تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 63 مطبع فاروقی دہلی)

بہر حال زیر غور مسئلہ یہ ہے کہ جب علمائے دیوبند اپنے مولویوں کی تعریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو اس مقام سے شروع کرتے ہیں:

میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا دیکھا۔(ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیاً) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 231 حکایت نمبر 242 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اور جب سید الانبیاء کا تذکرہ مقصود ہوتا ہے تو زبان وقلم سے ایسے الفاظ نکلتے ہیں۔

جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔(تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دہلوی ص 96 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور)(تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دہلوی ص 63 مطبع فاروقی دہلی)

ایسا کیوں ہے۔نقطئہ نظر میں اتنا اختلاف کیوں۔ فیصلہ بذمئہ ناظرین ہے۔

لطیفہ نمبر 25

رسول اللہ تو عام بشر کی طرح تھے۔ بلکہ مولانا عبد الشکور کی بولی میں وہ ایک معمولی انسان تھے ۔(النجم جون 37ء ص 5 کالم 3)

مگر الشیخ الھند اور شیخ الاسلام "نور اور اس کی ضیائو چمک" تھے۔

شیخ الھند نمبر کا دعوٰی :

شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ایک نور تھے تو شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اس نور کی ضیاء اور چمک تھے۔(روزنامہ الجمعیۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر 15 فروری 1958ء ص 14)

لطیفہ نمبر 26

فرمایا کہ مولوی معین الدین صاحب حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے بڑے صاحبزادے تھے وہ حضرت مولانا کی ایک کرامت جو بعد وفات ہوئی بیان فرماتے تھے ایک مرتبہ نانوتہ میں جاڑا بخار کی کثرت ہوئی، سو جو شخص ان کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا تو اسے آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈالو تب ہی ختم، کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک مرتبہ میں نے مولانا کی قبر پر جا کر کہا کہ آپ کی تو کرامت ہوئی اور ہماری مصیبت ہوگئی، یاد رکھو اگر اب کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتا پہن کر تمھارے اوپر

ایسے ہی چلیں گے۔ بس اُسی دن سے آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہوگئی کہ اب آرام نہیں ہوتا۔ پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔ (ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیاؒ) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 302 حکایت نمبر 366 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ مشتاق نظامی رقم طراز ہیں:

مذکورہ بالا عبارت کا رخ اور تیور ملاحظہ فرمایئے کہ صاحب قبر سے عدم شفا کی درخواست اس بنیاد پر نہیں کی گئی کہ مخلوق خدا شرک وبدعت میں مبتلا ہوگئی ہے بلکہ خاندان والے قبر پر مٹی ڈالتے ڈالتے چور ہوگئے۔ یہ بات تو اجمیر اور کلیر شریف میں پہنچ کر شرک وبدعت ہوجاتی ہے۔ یہاں تو تھانہ بھون اور نانوتہ کے بزرگوں کی کرامت بیان کرنی مقصود ہے۔

کوچۂ جاناں سے خاک لائیں گے

اپنا کعبہ الگ بنائیں گے

چڑھ تو غریب نواز، پیران کلیر، خواجہ قطب اور محبوب الٰہی سے ہے، نہ کہ نانوتہ کے بزرگوں سے۔ اور صرف مٹی میں شفا ہی نہ تھی بلکہ صاحب قبر خاندان والوں کی آواز سنتے اور ان کی باتیں بھی مان لیتے تھے۔ مگر اللہ کے پیارے محبوب خلاصۂ کائنات سرکار ابدقرار روحی فداہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم پر اس بہتان تراشی وافتراء پروازی پر شرم نہ آئی کہ

میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دہلوی ص 93 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دہلوی ص 61 مطبع فاروقی دہلی)

خیال فرمایئے کہ نانوتہ کے مُردوں کی قبر سے شفا ہو، وہ آواز دینے والوں کی آوازیں سنیں مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے۔ اگر تقویۃ الایمان ہی دیوبندی دھرم میں دین وایمان ہے تو تقویۃ الایمان ہی کی روشنی میں انہیں اس عبارت کو خارج کر دینا چاہیئے۔

یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنٰے مراد لے۔ (تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دہلوی ص 88 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دہلوی ص 57 مطبع فاروقی دہلی)

تقویۃ الایمان کی مندرجہ بالا عبارات نے ان عبارات میں توجیہ وتاویل کا دروازہ بند کر دیا۔ جن کے ظاہر میں رسول خدا کی توہین وتنقیص ہے۔ (خون کے آنسو حصہ اول صفحہ 107، 108)

لطیفہ نمبر 27

علمائے دیوبند نے کافی تعداد میں کتابیں تصنیف کر کے علمائے بریلی کی طرف منسوب کیں

یہ ناقابل تردید حقیقت ہے

میرا چیلنج :

ناظرین! جس طرح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے تحفہ اثناعشریہ میں بعض ان کتابوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں روافض یا دیگر دشمنان مذہب اہل سنت نے تصنیف کر کے علمائے اہل سنت پر تھوپی ہیں مثلاً سرّ العالمین کو حضرت امام غزالی کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو قطعاً و اصلاً غلط ہے وغیرہ۔

اسی طرح میں بھی بعض ان کتابوں کی نشاندہی کر دینا چاہتا ہوں جسے دشمنان مذہب اہل سنت نے تصنیف کر کے علمائے اہل سنت کی طرف غلط منسوب کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

1۔ تحفۃ المقلدین: حضرت مولانا محمد نقی علی خان صاحب کے نام سے گڑھی، موصوف فاضل بریلوی کے والد ہیں۔

2۔ ہدایۃ الاسلام: فاضل بریلوی کے جدامجد مولانا رضا علی کے نام سے گڑھی۔

3۔ ہدایۃ البریہ مطبوعہ صبح صادق پریس کے علاوہ ایک اور ہدایۃ البریہ مطبوعہ لاہور: اعلیٰ حضرت کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب کے نام سے گڑھی۔

4۔ ملفوظات: اس نام کی ایک کتاب کو حضرت شاہ حمزہ علیہ الرحمہ سے منسوب کر دیا۔

5۔ مرآۃ الحقیقۃ: حضور غوث الثقلین کے نام سے شائع کیا۔

6۔ خزینۃ الاولیاء : حضرت شاہ حمزہ مارہروی کے نام سے گڑھی اور بکمال شقاوت کہہ دیا'' مطبوعہ کانپور صفحہ فلاں (ماخوذ از خالص الاعتقاد از فاضل بریلوی ص 12، 13 مختصراً)

خالص الاعتقاد کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ خزینۃ الاولیاء حضرت شاہ حمزہ سے اور ہدایۃ الاسلام جو فاضل بریلوی کے جدامجد مولانا محمد رضا علی کے نام سے چھاپی گئی ہے۔ سراسر الزام تراشی اور افتراء پردازی ہے۔

ہرگز یہ کتابیں ان حضرات کی تصنیف کردہ نہیں۔ ہم ان کتب مذکورہ سے اپنی براءت ظاہر کرتے ہیں۔ جب ہمارے علماء کی یہ باطل شکن آواز'' ردّ شہاب'' کی صورت میں مولانا عامر عثمانی دیوبندی کے کانوں سے ٹکراتی ہے تو انہیں بھی کہنا پڑتا ہے۔

’’اتنا ہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف (حضرت شاہ اجمل سنبھلی) نے مولانا مدنی پر ایک الزام بڑا بھیانک اور فکر انگیز لگایا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ جن دو کتابوں’’خزینۃ الاولیاء‘‘اور’’ہدایۃ الاسلام‘‘ سے شہاب ثاقب میں بعض اقتباسات دیئے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں۔جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انھوں نے کبھی ہرگز ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں۔(ماہنامہ تجلّی،دیوبند،فروری و مارچ 1959ء)

ہم اس بات کو واضح کر چکے ہیں کہ خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام نہ حضرت شاہ حمزہ علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے اور نہ ہی مولانا رضا علی خان کی تالیف، یہ محض کذب وافتراء ہے۔مگر قربان جائیے مولانا مدنی پر کہ اپنی کتاب شہاب ثاقب صفحہ 99 پر انہیں دونوں کتابوں سے حوالہ پیش کرتے ہیں اور ہم لوگوں پر حجت قائم کرتے ہیں، حالانکہ انہیں بھی معلوم تھا کہ جن کتابوں سے وہ ہم پر حجت قائم کر رہے ہیں۔ان کتابوں کی تردید وتکذیب ہم اسی انداز سے کرتے رہے ہیں جس طرح کتب علمائے دیوبند کی۔مولانا مدنی فرماتے ہیں:

جناب شاہ حمزہ صاحب ماہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور صفحہ 15 پر ارقام کرتے ہیں۔تا آخر(الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد ٹانڈوی ص 99 مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

مزید فرماتے ہیں! ’’مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ 30 میں فرماتے ہیں تا آخر‘‘(الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد ٹانڈوی ص 99 مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

غور فرمائیے! کس دیدہ دلیری کے ساتھ مولانا مدنی علمائے اہلسنت کے اوپر دوسروں کی تصنیف کردہ کتابیں تھوپ رہے ہیں۔کیا آج کی دنیا میں اس سے بھی بڑھ کر اتہام بندی و بہتان تراشی کی کوئی جیتی جاگتی مثال مل سکتی ہے۔ہمارا علمائے دیوبند کی صداقت کو چیلنج ہے کہ اگر ان میں ذرہ برابر بھی غیرت اور حق پسندی ہو تو خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام کو منظر عام پر لا کر اپنی صداقت و دیانت کا ثبوت دیں۔ورنہ اب بھی سویرا ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، بہتر ہوگا کہ شرم وغیرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ گردن جھکا کر بارگاہ ایزدی میں تائب ہو جائیں۔

وضّاعین اور کذابین کے اس طرز عمل کو تحریر کرنے کے بعد عقل واستدلال کی روشنی میں تبصرہ فرماتے ہوئے علامہ مشتاق نظامی رقم طراز ہیں:

یہ نہ سمجھئے کہ کذب وافتراء اور جعل وسازش کی یہ مہم یہیں پر آ کر ختم ہوگئی بلکہ اپنے کالے جھوٹ پر سفید جھوٹ کی مہر توثیق ثبت کرنے کیلئے سیف النقی کے صفحہ 20 پر فاضل بریلوی قدس سرہ کے والد ماجد کا فرضی نشان مہر بھی بنا دیا جس کی صورت یہ ہے:

1301

نقی علی سنّی حنفی

حالانکہ حضرت کی مہر مبارک کا نقشہ یہ تھا:-

1269

مولوی رضا علی خان

محمد نقی خان ولد

لطف تو یہ ہے کہ مہر گڑھی گئی مگر پھر بھی بات نہ بن سکی، صورت حال یہ ہے کہ حضرت کا وصال 1297ھ میں ہوا اور نقشہ مہر میں 1301ھ کندہ ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کی وصال شریف کے چار برس بعد یہ مہر تیار ہوئی۔

پہلے اپنے جنوں کی خبر لو پھر مرے عشق کو آزمانا

نوٹ : میرے خیال میں شاید ہی دنیا کے کسی گوشے میں خیانت کی ایسی مکروہ وگندی مثال مل سکے گی۔ جو حضرات دیوبند کے دامن تقدس کی جھالر بنی ہوئی ہے۔کوئی سوچے تو سہی!

کس قدر حیرت انگیز اور تعجب خیز بات ہے کہ اپنی خرافات کا اعتراف نہ کرتے ہوئے اس پر پردہ ڈالنے کے لئے چند در چند غلطیوں کا ارتکاب کرنا، اور جرآت و دیدہ دلیری کا یہ عالم کہ الامان والحفیظ۔فرضی کتاب، من گھڑت عبارات جعلی پریس تک کا اعلان کردینا- سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی جسارت وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کے کان کبھی شرم و حیا جیسے الفاظ سے آشنا تک نہ ہوئے ہوں۔

اس کے باوجود زہد وتقویٰ اور اتباع سنت کا وہ بلند و بانگ نعرہ جس سے تصنع اور ریا کے صنم اکبر کا بھی کلیجہ دہل جائے۔اب ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ اگر متقی و پرہیز گار ایسے ہی لوگوں کو کہا جاتا ہے تو غیر متقی کس کو کہا جائے گا۔(خون کے آنسو حصہ 2 صفحہ 24،25)

لطیفہ نمبر 28

مولانا مدنی کے نزدیك معیار حق و باطل صرف برطانیه هے

وہ علمی زاویہ نظر سے مسائل کا تجزیہ نہیں کرتے

مولانا مودودی کا دعوےٰ:

مندرجہ بالاعبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا (ٹانڈوی) کی نگاہ میں حق و باطل کا معیار صرف برطانیہ بن کر رہ گیا ہے، وہ مسئلہ کو نہ تو علمی زاویہ نظر سے دیکھتے ہیں کہ حقائق اپنے اصلی رنگ و روپ میں نظر آسکیں نہ وہ مسلمانوں کی خیر خواہی کے زاویہ نظر سے اس پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ (مسئلہ قومیت از مولوی مودودی ص 53،54)

لطیفہ نمبر 29

مولانا مدنی اپنی نجی باتوں کو خدا اور رسول کی طرف منسوب کرتے وقت خدا کی باز پُرس سے خوف نہیں کھاتے

انھوں نے حدیث کے الفاظ کو مفھوم نبوی کے خلاف دوسرے من چاھے مفھوم پر چسپاں کیا۔ مولانا مودودی کا بے لاگ تبصرہ :

مولانا (مدنی) آخر فرمائیں تو کہ جس متحدہ قومیت کو وہ رسول خدا کی طرف منسوب کررہے ہیں۔اس میں آج کل کی متحدہ قومیت کے عناصر ترکیبی میں سے کون سا عنصر پایا جاتا ہے، اگر وہ کسی ایک عنصر کا پتہ نہیں دے سکتے اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں دے سکتے تو کیا مولانا کو خدا کی باز پُرس کا خوف نہیں۔

چند سطر بعد :

الفاظ کا سہارا لے کر مولانا (حسین احمد) نے اپنا مدعیٰ ثابت کرنے کی کوشش تو بہت خوبی کے ساتھ کردی مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ حدیث کے الفاظ کو مفہوم نبوی کے خلاف کسی دوسرے پر چسپاں کرنا اور اس مفہوم کو نبی کی طرف منسوب کردینا۔ (من کذب علّی متعمّدا) کی زد میں آجاتا ہے۔ (مسئلہ قومیت از مولوی مودودی ص 60،61)

لطیفہ نمبر 30

مولانا مدنی ، علم و فضل ، کلچر تهذیب ، پرسنل لا وغیرہ الفاظ کے معنی سے نا آشنا هیں۔ انهوں نے مسند مقدّس سے مسلمانوں کی غلط رهنمائی کی ، اور مسلمانوں کو حقائق کے بجائے اوهام کے پیچھے چلایا اور غار عمیق میں دھکیل دیا۔ میں کسی طرح اس پر صبر نهیں کر سکتا۔

مولانا مودودی کا ارشاد :

یہ بات میں خوب سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں کہ مولانا حسین احمد ایں ہمہ علم و فضل ، کلچر، تہذیب ، پرسنل لا وغیرہ

الفاظ بھی جس طرح استعمال کر رہے ہیں اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ ان کے معنی ومفہوم سے نا آشنا ہیں۔ میری یہ صاف گوئی ان حضرات کو یقیناً بُری معلوم ہوگی جو رجال کو حق سے پہنچاننے کے بجائے حق کو رجال سے پہنچاننے کے خوگر ہیں۔ اس کے جواب میں چند اور گالیاں سننے کے لئے میں نے اپنے آپ کو پہلے تیار کر لیا ہے۔

مگر جب میں دیکھتا ہوں کہ مذہبی پیشوائی کی مسند مقدس سے مسلمانوں کی غلط رہنمائی کی جارہی ہے، ان کو حقائق کے بجائے اوہام کے پیچھے چلایا جا رہا ہے اور خندقوں سے بھری ہوئی راہ کو صراط مستقیم بتا کر انہیں اسکی طرف دھکیلا جا رہا ہے تو میں کسی طرح اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ (مسئلہ قومیت از مولوی مودودی ص 64،65)

لطیفہ نمبر 31

مولانا مدنی کو چاھئیے کہ اُمت پر رحم فرما کر اپنی غلطی کو محسوس کریں ورنہ مولانا کی تحریریں ایک فتنہ بن کر رہ جائیں گی۔

اگر مولانا نے رجوع الی الحق نہ کیا تو یہ طرز عمل ایسا ھی ھو گا جیسے ظالم اُمراء کے قول و فعل کو قرآن و حدیث سے ثابت کر کے ظلم و طغیان کو تقویت پھنچائی جائے

مولانا مودودی کی رائے :

کم از کم اب وہ (مولانا مدنی) امت پر رحم فرما کر اپنی غلطی محسوس فرمالیں ورنہ اندیشہ ہے کہ ان کی تحریریں ایک فتنہ بن کر رہ جائیں گی۔ اور اس پُرانی سنت کا اعادہ کریں گی کہ ظالم امرائا ور فاسق اہل سیاست نے جو کچھ کیا اسے علماء کے ایک گروہ نے قرآن وحدیث سے درست ثابت کر کے ظلم وطغیان کے لئے مذہبی ڈھال فراہم کر دی۔ (مسئلہ قومیت از مولوی مودودی ص 69)

لطیفہ نمبر 32

مولانا اسمٰعیل دھلوی کا فتویٰ

رسول مر کر مٹی میں مل گئے (تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دھلوی ص 93 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاھور) (تقویۃ الایمان زمولوی اسمٰعیل دھلوی ص 61 مطبع فاروقی دھلی)

لیکن مولانا مدنی مرکرنور ھوگئے اور ان کے ھر چھار طرف نور ھی نور ھے۔

فاضل دیوبند مولانا محمد اسحق صاحب نگینوی کا دعویٰ:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ عالم نور میں رہتے ہیں۔ان کی آنکھوں میں بھی نور ہے،ان کے داہنے نور ہے،ان کے بائیں نور ہے،ان کے چاروں طرف نور ہی نور ہے،وہ خود نور ہو گئے ہیں۔(روزنامہ الجمیعتہ دہلی،شیخ الاسلام نمبر 15 فروری 1958ء ،ص 12)

ناظرین شیخ الاسلام نمبر کے جس مضمون سے ہم نے یہ اقتباس لیا ہے اس کا عنوان ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت مدنی کے لئے دنیا کی ہر شے دعا گو رہی''۔

''اوراب وہ سراسر نور ہیں۔(ایضاً)

لطیفہ نمبر 33

اب ٹیپ کا بند ملاحظہ فرمائیں :

میں صاف کہتا ہوں کہ ان (مولانا مدنی) کے نزدیک کونسلوں اور اسمبلیوں کی شرکت کو ایک دن حرام اور دوسرے دن حلال کر دینا ایک کھیل بن گیا ہے۔اس لئے کہ ان کی تحلیل وتحریم حقیقت نفس الامری کے ادراک پر تو مبنی نہیں۔محض گاندھی جی کی جنبش لب کے ساتھ ان کا فتویٰ گردش کرتا رہتا ہے۔(مسئلہ قومیت از مولوی مودودی ص 63)

اس بات سے کون نہیں واقف ہے کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا یا تحریم وتحلیل کو ایک کھیل بنا لینا یا کسی غیر مسلم کے جنبش لب کو معیار فتویٰ بنانا،عقلاً اور نقلاً کفر و بے دینی ہے۔مولانا مودودی کے مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں مولانا مدنی کے اسلام وایمان کو تسلیم کرنا حقائق اسلامیہ کے سراسر منافی ہے،گویا مولانا مودودی کے نزدیک مولانا مدنی کا ارتداد ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔

مگر کیا کیا جائے ،ایسی ذات جو ردائے ارتداد اوڑھے ہوئے ہو،اس کے بارے میں بعض عقل سے پیدل حضرات یہ عقیدے بنائے ہوئے ہیں۔وہ نور ہو گئے۔ان کے چہار طرف نور ہی نور ہے۔وغیرہ وغیرہ

لطیفہ نمبر 34

مولانا مرغوب احمد صاحب کی گزارش پر حضرت ابراھیم علیه السلام مولانا مدنی کے پیچھے نماز پڑھنے پر راضی ہو گئے۔

حضرت خلیل اللہ نے مولانا مدنی کی اقتداء اور پیروی کی اور خود کو عام لوگوں کی صف میں کر کے غیر رسول کو اپنا امام بنایا۔الحاصل مولانا مدنی امام الرسول ہیں۔

اس طرح سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولانا مدنی فضیلت کے ایک ھی پلیٹ فارم پر۔

شیخ الاسلام نمبر کا ببانگ دھل اعلان:

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب کسی حجرہ میں تشریف فرما ہیں اور متصل ایک دوسرے کمرے میں کتب خانہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کتب خانہ سے ایک مجلّہ کتاب اٹھائی۔ جس میں دو کتابیں تھیں۔ایک کتاب کے ساتھ دوسری کتاب تھی۔وہ خطبات جمعہ کا مجموعہ تھا۔

اس مجموعہ خطیب میں وہ خطبہ نظر انور سے گزرا جو مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ خطبہ جمعہ پڑھا کرتے تھے۔جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں نے فقیر(مولانا مرغوب) سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔

فقیر نے جراءت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔(روزنامہ الجمیعتہ دہلی، شیخ الاسلام نمبر 15 فروری 1958ء، ص 164)

کیا یہ حیرت واستعجاب کی بات نہیں کہ مولانا مدنی کے عاشق صادق جناب مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہنے کی جراءت وہمت کیسے کی کہ وہ نماز نہ پڑھائیں۔ بلکہ خود حضرت خلیل اللہ ایک غیر نبی کی اقتداء کریں؟

کیا غیر نبی کے پیچھے نماز پڑھنا، نبی اور رسول کے پیچھے نماز پڑھنے سے افضل ہے؟

کیا امامت کے مستحق مولانا مدنی، حضرت خلیل اللہ سے زیادہ تھے؟

کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں؟

میں نے مولانا مدنی کو ''معمولی مولوی'' لکھا تو یہ کوئی بُرا ماننے کی بات نہیں۔اسلئے کہ جب مولانا عبدالشکور صاحب کے لب ولہجہ میں افضل البشر اور سید کائنات ''معمولی انسان'' ہیں تو پھر مولانا مدنی تو اس اعتبار سے معمولی مولوی کہنا بھی ضرورت سے زیادہ ہے۔

بہرحال ''شیخ الاسلام نمبر'' کو بسروچشم قبول کر لینے والوں کو بتانا ہوگا کہ کیا مولانا مدنی کا ایک نبی کی امامت کرنا

شرعاً جائز ہوسکتا ہے جب کہ صدیق اکبر جیسا افضل البشر بعد الانبیاء بھی نبی کریم کے آتے ہی مقتدی ہوجاتا تھا۔ جس پر بخاری و مسلم جو مسلمانوں کے صحیح ترین ماخذ میں سے ہیں شاہد ہیں۔ تو کیا مولانا مدنی خلیفہ بلافصل حضرت صدیق اکبر سے بھی اعلیٰ وارفع تھے؟

ناظرین! کیا آپ جانتے ہیں کہ امام الرسول کسے کہا جارہا ہے؟ نہیں جانتے تو سنئیے شیخ الاسلام نمبر ''امام الرسول'' اسے قرار دے رہا ہے جو کسی مسئلے اور کسی معاملے میں بھی حقیقت پسندی اور ذمہ داری سے کام نہیں لیتا۔

ملاحظه هو فاضل دیوبند مولانا عامر عثمانی کا ارشاد :

مجھے بڑے رنج وافسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا مدنی نے کسی مسئلے اور کسی معاملے میں بھی حق پسندی اور ذمہ داری سے کام نہیں لیا ہے۔ (ماہنامہ تجلّی، دیوبند، فروری و مارچ 1957ء ص 67)

لطیفه نمبر 35

غیر الله کو اپنا وکیل و شفارشی سمجھنا کفر و شرك هے۔

مولانا اسماعیل دهلوی کا فتویٰ :

ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 28 مطبوعہ مکتبہ السلفیہ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 8 مطبع فاروقی دہلی)

خیال فرمائیں! مولانا دہلوی وکالت اور سفارش کرانے کو شرک اور اس کے قائل کو ابوجہل کے برابر تصوّر فرماتے ہیں تاکہ تاجدار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وکیل اور شفیع (سفارش کرنے والا) نہ سمجھا جاسکے مگر جب اسی مکتبہ فکر کے سائے میں پرورش پانے والوں کے دل و دماغ پر حبّ شیخ کا نشہ چھانے لگتا ہے تو اس وقت اپنے شیخ کے بارے میں ہر اس بات کو کہہ ڈالتے ہیں جسے کبھی عظمت رسول گھٹانے کے لئے کفر و شرک لکھ چکے ہیں۔ مثلاً انبیاء اولیاء کو وکیل وسفارشی سمجھنا کفر و شرک ہے۔ مگر مولانا مدنی کو سفارشی سمجھنا عین اسلام ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

تیرے (مولانا مدنی کے) قدموں سے لپٹ کر اپنی کامیابی کی سفارش کرانا چاہوں گا، تیرے پیچھے پیچھے شافع محشر قاسم جام وکوثر تک پہنچنے کی تمنا کروں گا۔ (نذر عقیدت صفحہ 11)

چند سطر بعد :

تیری ادنیٰ سی توجہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ میری نجات کے لئے کافی ہو کر رہے گی۔ (نذر عقیدت صفحہ 11)

خدا تک میں رسائی چاہتا ہوں،

وسیلہ ہے مرا وہ شیخ اعظم (نذر عقیدت ص15)

شفیع الوریٰ تک پہنچ جاؤں گا میں

پکڑلوں گا جب حشر میں تیرا داماں (نذر عقیدت ص18)

ابھی بس نہیں بلکہ یہاں تک کہہ بیٹھے کہ اگر وسیلہ نہ بنایا گیا تو یاد خدا ناممکن ہے ملاحظہ فرمایئے۔

ہے یاد حق کا یہ باب اول کہ یاد محبوب حق ہو دل میں

وسیلہ اپنا نہ ہو جو کوئی تو خاک یاد خدا کریں گے (نذر عقیدت ص27)

ہوٹلوں اور قہوہ خانوں سے لیکر دار العلوم دیوبند تک چلے جایئے ہر جگہ بحث و مباحثہ کا عنوان یہ ہی نظر آئے گا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا شرک ہے شرک ہے شرک ہے۔ اس لیئے کہ آنحضرت یہاں سے دور ہیں بہت دور ہیں۔ لیکن جب اسی اثناء حضرت شیخ یاد آتے ہیں اور اکتساب فیض کا جذبہ سینے میں چٹکیاں لینے لگتا ہے اور دل و دماغ پر اخذ فیوض کا خمار چڑھنے لگتا ہے تو قرب وبعد کی بحثیں ختم ہو جاتی ہیں، قرب وبعد کی بندشیں توڑ دی جاتی ہیں۔ دوری اور نزدیکی کی شرطیں اٹھالی جاتی ہیں اور جس بات کو وہ نبی کریم کے لئے شرک فرماتے رہے حضرت شیخ کے لئے وہ عین اسلام ہو جاتی ہے۔

ملاحظہ ہو:

کریں گے اخذ فیوض اس سے وہ پاس ہو یا نہ ہو ہمارے

ہم اس کا نقشہ جما کے دل میں اب اس سے الفت کیا کریں گے

(نذر عقیدت ص47)

ایوان دیوبند میں یہ الفاظ آج تک گونج رہے ہیں کہ

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 68 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 42 مطبع فاروقی دہلی)

اس عبارت کا واضح مفہوم یہی ہے کہ کوئی چاہے آفتاب ہدایت ہو یا نجم ہدایت۔ وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں، وہ کسی کی فریادرسی، مشکل کشائی نہیں کرسکتا۔مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ حضرت شیخ کی بارگاہ میں پہنچتے ہی یہ شرک ایمان ہوجاتا ہے۔ملاحظہ ہو:

علی سے ملی تجھ کو مشکل کشائی

نہ کیوں مشکلیں پھر ہماری ہو آساں (نذر عقیدت ص 19)

غور فرمائیے کہ

جب حضرت شیخ کو مشکل کشا کہنے کو جی چاہا تو سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مشکل کشائی کا اقرار کیا۔

ناظرین! اس موقعہ پر میں چاہوں گا کہ اس لطیفے کے ضمن میں آپ علمائے دیوبند کے نقطۂ نظر کو اچھی طرح جان لیں۔ دیکھئے! ان حضرات نے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بڑی آسانی سے فرمادیا کہ:

''انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے''۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 92 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 60 مطبع فاروقی دہلی)

''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار، سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے''۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 96 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 64 مطبع فاروقی دہلی)

''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 35 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 14 مطبع فاروقی دہلی)

جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 96 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 63 مطبع فاروقی دہلی)

اور سنئے:

لیکن باوجود محاسن عقلیہ کے محاسن شرعیہ سے آپ (آنحضرت) بالکل بے خبر تھے، محاسن شرعیہ کے اصل اصول یعنی ایمان باللہ کی حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے۔

مزید فرماتے ہیں۔

اخلاقی محاسن کے تین جز،تہذیب اخلاق،تدبیر منزل،سیاست مدن ان تینوں سے آپ قطعاً واصلاً بے خبر تھے ،جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیونکر آ گاہی ہو سکتی ہے۔(مختصر سیرۃ نبویہ مؤلفہ مولوی عبدالشکور لکھنوی ص 22)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں :

نبی کریم نے فرمایا: میں تمھارے طرح ایک معمولی انسان ہوں (النجم جون 37ء صفحہ 5 کالم 3 مدیر مولانا عبد الشکور صاحب)

اور سنئے :

انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل،اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔(تحذیر النّاس از مولوی قاسم نانوتوی مطبوعہ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ص 5)(تحذیر النّاس از مولوی قاسم نانوتوی مطبوعہ دارالکتاب دیوبند یوپی ص 8)(تحذیر النّاس از مولوی قاسم نانوتوی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ص 7)

سنتے جائیے :

الحاصل غور کرنا چاہئیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے،شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی،فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔(براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی ص 51 مطبوعہ ساڈھورہ)(براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی ص 55 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مزید فرماتے ہیں:

ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا (یعنی آنخضرت کا) ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔(براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی ص 52،مطبوعہ ساڈھورہ)(براہین قاطعہ از مولوی خلیل انبیٹھوی ص 56 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

یہیں تک بس نہیں بلکہ ہر وہ بات کہہ دی گئی جس سے شان رسالت میں کچھ نہ کچھ کمی پیدا ہو سکے۔ بہر حال اس مقام پر میرا اصرار یہ نہیں ہے کہ آپ علمائے دیوبند کی ان مذکورہ عبارتوں کو سرے سے ہی غلط اور باطل قرار دے کر یہ تصور کریں کہ میں خوش ہو جاؤنگا تو سراسر یہ آپ کی خوش فہمی ہوگی۔

میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ تکلیف فرما کر بالترتیب مذکورہ آٹھ دس حوالوں کو پھر پڑھ لیں تا کہ آپ کے سامنے علمائے دیوبند کا نقطہ نظر بے نقاب ہو جائے کہ رسول اللہ ان کے نزدیک گاؤں کے چودھری، بڑے بھائی، خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں، اور اخلاقی محاسن سے نا آشنا، کتاب الٰہی اور ایمان سے ناواقف اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ مگر حضرت شیخ، رسول اللہ کی طرح گاؤں کے چودھری اور معمولی انسان نہ تھے بلکہ وہ تو انسان ہی نہیں تھے۔

ملاحظہ ہو عبارت:

یہ (یعنی مولانا مدنی) انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟ نہیں نہیں میرا ضدّی قلب اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ وہ انوار قدسیہ کا سرچشمہ فرشتہ ہوسکتا ہے۔ (نذر عقیدت ص5)

غور فرماتے جایئے، شیخ صاحب کو نہ تو بڑا بھائی کہہ رہے اور نہ ہی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل اور نہ ہی معمولی انسان، یہ پیارے القاب تو رسول اللہ صل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مخصوص ہیں۔ حضرت شیخ کے لئے تو ایسا سوچنا بھی گناہ ہے۔

مزید ملاحظہ فرمائیں:

تو پھر آخر وہ (مولانا مدنی) کیا ہے؟ کیا وہ انسان ہی ہے؟؟ اگر ہے تو ہوگا لیکن ہاں ہاں وہ انسانوں جیسا انسان تو نہیں ہے (اور یقیناً نہیں ہے) جنھیں عام طور پر آنکھیں دیکھتیں، کان اس کی بات سنتے اور دل انکی صحبتوں سے تاثرات کے حصے حاصل کرتے رہتے ہیں۔

چند سطر کے بعد:

زیادتی تفکر نے تحیر کو فراوانی بخشی اور بالآخر کسی فیصلے کی حد تک پہنچے ہوئے قلب مضطر، عقیدت ومحبت کی زنجیروں میں جکڑ گیا۔

میں خدا کا واسطہ دیکر دعوت فکر ونظر دے رہا ہوں کہ خدارا انصاف و دیانت کا گلا نہ گھوٹئے، اور مجھے بتایئے کہ ان عبارات کا کیا مفہوم ہے، صرف یہی نا! کہ مولانا مدنی انسان ہیں یا فرشتہ؟ کچھ کہا نہیں جا سکتا، مولانا مدنی کا یہی

معتقد جو اپنے شیخ کو معمولی انسان اور بڑا بھائی تو بڑی بات ''انسان'' کہنا گوارانہیں کرتا، جب بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوتا ہے تو بلا تکلف بڑا بھائی، معمولی انسان، ہماری طرح بشر، خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل، مرکر مٹی میں ملنے والے، محاسن شرعیہ سے جاہل، گاؤں کے چودھری اور نہ جانے کیا کیا کہنے لگتا ہے۔

کبھی آپ نے ٹھنڈے دل سے سوچا یہ تضاد فکر کیوں ہے، ذکر رسول اللہ کا تیور کچھ اور اور ذکر شیخ کا تیور کچھ، کیا ہم ایسی ذہنیت رکھنے والوں کو اگر شاتم رسول کہیں تو غلط ہے؟ ابھی آپ نے کیا جانا، میرے ساتھ ذرا دو قدم اور چلئے تو آپ کو حُب شیخ میں ڈوبی ہوئی عبارات علمائے دیوبند میں الوہیت کے جلوے نظر آئیں گے، ملاحظہ فرمائیں:

مولانا حسین احمد صاحب(از مولانا عبد الرزاق صاحب ملیح آبادی)

تم نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے، تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمھارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا، تم سے ہمکلام ہوگا، تمھاری خدمتیں کرے گا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں مجذوب ہوں کہ بڑ ہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو، یہ بات نہیں ہے، سڑی ہوں نہ سودائی جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے حق ہے حقیقت ومجاز کا فرق ہے، محبت کا معاملہ ہے، اور محبت میں اشاروں، کنایوں سے ہی کام لینا پڑتا ہے، محبت، بے پردہ سچائی کو گوارانہیں کرتی، کچھ بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہے۔(روزنامہ الجمیعۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر 15 فروری 1958ء، ص 59)

غور فرمایئے اور جواب دیجئے کہ آخر مولانا عبدالرزاق کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ایک طرف تو وہ فرماتے ہیں، تم نے کبھی خدا کو اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا، کبھی خدا کو اس کے عرش عظمت وجلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے۔ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کے تمھارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا، تم سے ہمکلام ہوگا، تمھاری خدمتیں کریگا۔ خدارا بتایئے ان جملوں کا کیا مطلب ہے؟ وہ حسین احمد جو بقول مولانا اسمٰعیل دہلوی'' ہماری طرح معمولی انسان، خدا کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل، ہمارا بڑا بھائی، اخلاق محاسن سے بےخبر گاؤں کا چودھری، علم میں شیطان سے کم، مرکر مٹی میں ملنے والا ہو، آخر اس کے بارے میں اس طرح کے جملے لکھنے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ میں نے مولانا مدنی کی ذرّہ برابر بھی توہین نہیں کی جو انھیں معمولی انسان، بڑا

بھائی، اخلاق محاسن سے بے خبر، مرکر مٹی میں ملنے والا اور خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل لکھا۔ اسلئے کہ انھیں باتوں کو علمائے دیوبند نے سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی تحریر فرمایا ہے۔ تو پھر میری ان باتوں سے مولانا مدنی کی توہین وتذلیل کیونکر ہوسکتی ہے اور اگر واقعی ان جملوں سے مولانا موصوف کی توہین ہوتی ہے تو ماننا پڑیگا کہ اس سے رسول اعظم کی بھی توہین ہوتی ہے، تو پھر جن علمائے دیوبند نے رسول کے بارے میں ایسی باتیں لکھ دی ہیں، تو پھر توبہ کرکے ان عبارتوں کو کتابوں سے خارج کیوں نہیں کیا جاتا۔

ہاں تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ خدا کو گلی کوچوں میں پھرانے اور بندوں سے فروتنی کرتے ہوئے دکھانے سے مولانا عبدالرزاق صاحب کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

یہی نا کہ مولانا مدنی خدا تھے یا خدا مولانا مدنی کے روپ میں گلی کوچوں میں چلتا پھرتا تھا، وغیرہ وغیرہ۔

دوسری طرف مولانا عبدالرزاق صاحب کا یہ بھی ارشاد ہے۔ نہیں ہرگز نہیں، ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ میں نے سمجھا چلیئے آئی بلا ٹل گئی۔ اب کوئی مولانا مدنی کو خدا یا خدا کو مولانا مدنی نہیں کہے گا کیونکہ ''ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا''

مگر اس جملے کو لکھنے کے فوراً بعد ہی مولانا عبدالرزاق صاحب خود اپنے تحریر کردہ اس جملے کی تردید یوں کرنے لگتے ہیں:

تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں، مجذوب ہوں کہ بڑا ہانک رہا ہوں، نہیں بھائیو، یہ بات نہیں ہے، سڑی ہوں نہ سودائی جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے حق ہے، حقیقت ومجاز کا فرق ہے، محبت کا معاملہ ہے تا آخر (ملاحظہ فرمالیں حوالہ)

یعنی خدا کا مولانا مدنی کے لباس میں گلی کوچوں میں پھرنا، فانی انسانوں سے فروتنی کرنا، کبرائیوں پر پردہ ڈال کے لوگوں کے گھروں میں رہنا، ہمکلام ہونا، خدمتیں صحیح ودرست ہے۔ اسلئے کہ میں کوئی دیوانہ مجذوب تو ہوں نہیں کہ بڑا ہانک رہا ہوں، نہ سڑی ہوں نہ سودائی، جو کچھ لکھ رہا ہوں، سچ ہے حق ہے۔

ان عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ، مولانا مدنی کے روپ میں بہر حال گلی کوچوں میں مارا مارا پھرتا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ اور مولانا مدنی میں کیا فرق ہوا؟ اس کا جواب مولانا عبدالرزاق صاحب یہ دیتے ہیں:

حقیقت ومجاز کا فرق ہے، محبت کا معاملہ ہے، اور محبت میں اشاروں، کنایوں سے ہی کام لینا پڑتا ہے، محبت، بے پردہ سچائی کو گوارا نہیں کرتی، کچھ بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہے۔

گویا صرف حقیقت ومجاز کا فرق ہے، یعنی خدا حقیقی خدا ہے اور مولانا مدنی مجازی خدا۔۔۔۔ اس سے قدرتی

طور پر نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے کہ حقیقتاً خدا تو اللہ ہے مگر مجازاً خدا، مولانا مدنی بھی ہیں۔۔۔۔اس بات کی کیا دلیل ہے کہ مولانا مدنی مجازاً خدا ہیں؟ تو مولانا عبدالرزاق صاحب جواب دینے کے بجائے یوں ٹالتے ہیں کہ۔۔۔۔

محبت کا معاملہ ہے، محبت بے پردہ سچائی کو گوارہ نہیں کرتی، کچھ بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔

ناظرین! یہ ہے محبت شیخ کا خمار، بند بند، ڈھکی ڈھکی، چھپی چھپی باتوں کا سہارا لیکر مولانا مدنی کو خدا کہہ دیا گیا ہے، مگر علمائے دیوبند میں سے کسی عالم نے ان عبارتوں پر کفر و شرک کا فتویٰ عائد نہیں کیا جب کہ ان کو لکھے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں، یہ ساری عبارتیں شیخ الاسلام نمبر کی ہیں جو 1958ء میں شائع ہوئیں، آج 1968ء ہے، دسواں سال رواں ہے، مگر کسی نے اُف نہیں کیا، کفر و شرک کا فتوی دینا تو بڑی بات ہے۔ آخر کیوں؟

اگر آپ غور فرمائیں تو صرف اسی ایک مثال سے علمائے دیوبند کے طرز عمل اور ان کے نقطۂ نظر کو بہ آسانی سمجھ سکتے ہیں۔

غور فرمایئے جب رسول کا تذکرہ آتا ہے تو کہنے لگتے ہیں:

''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 35 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 14 مطبع فاروقی دہلی)

''انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا ابزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے''۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 92 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 60 مطبع فاروقی دہلی)

جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 96 مطبوعہ مکتبہ السلفیۃ لاہور) (تقویۃ الایمان ز مولوی اسمٰعیل دہلوی ص 63 مطبع فاروقی دہلی)

اور جب حضرت شیخ کی باری آتی ہے تو فرمانے لگتے ہیں کہ۔ وہ انسان یا فرشتہ فیصلہ مشکل ہے، سراپا نور، امام الرسول بلکہ خدا ہیں۔ جیسا کہ آپ نے بالتفصیل ملاحظہ فرمایا۔ حضرات علمائے دیوبند کے نقطۂ نظر کا یہ فرق عظیم کس بات کی جاسوسی کرتا ہے، ان کے قلم میں رسول کے لئے شدّت اور اپنے شیخ کیلئے اس قدر نرمی اور لچک کیوں ہے؟ رسول کی ذات سے جس بات کے تعلق پر کفر و شرک کے گولے دارالعلوم دیوبند سے برسنے لگتے ہیں، وہ گولے بارگاہ شیخ میں پہنچ کر سرد کیوں پڑ جاتے ہیں، بلکہ وہ کفر و شرک ایمان کیسے ہو جاتا ہے؟

علمائے دیوبند کی یہ دورخی پالیسی یعنی رسول کی تضحیک وتذلیل اور اپنے شیخ کی تفضیل وتکریم کس بات پر غماز ہے۔ میں اس کا فیصلہ انصاف پسند اور حق پرست ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

لطیفہ نمبر 36

امام مالك ابن انس مجتهد العصر والزمان سے مولانا مدنی افضل

امام موصوف صرف مصداق حدیث تھے اور مولانا موصوف آیت ربّانی۔

وہ حدیث جس کے مصداق امام مالك هیں اس کا مصداق مولانا مدنی کو قرار دینا مولانا کی توهین اور میری عقیدت و محبت کے خلاف هے۔

مفتی بجنور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب کا فتوٰی:

میں اپنی صحیح وصادق عقیدت اور محبت کی وجہ سے مجبور ہوں کہ مندرجہ ذیل حدیث کا مصداق آپ کو قرار نہ دوں،

لوشک ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینۃ الحدیث رواہ مالک والترمذی۔

قریب ہے کہ لوگ اونٹوں پر سفر کر کے دور دراز سے علم حاصل کرنے کے لئے آئیں گے، پس وہ عالم مدینہ سے بڑھ کر کسی کو عالم نہ پائیں گے۔

نسائی اور حاکم نے حدیث مذکورہ کی تحسین کی ہے اور سفیان ابن مہدی اور عبدالرزاق نے فرمایا ہے کہ مصداق اس حدیث کا امام مالک ابن انس ہیں میں کہتا ہوں کہ ہمارے حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ایۃ مّن اٰیات اللہ ہیں اور موجودہ زمانے میں اس حدیث کا مصداق ہیں۔ (روزنامہ الجمیعتہ دہلی، شیخ الاسلام نمبر 15 فروری 1958ء، ص 72)

میں اس طرح کی روایات صرف اسلئے پیش کر رہا ہوں کہ ابھی تک جو کچھ ہوا، ہوا، مگر اب آپ علمائے دیوبند کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں نہ چوکیں۔ دیکھئے! اس مقام پر ایک مقلد کو مجتہد کے مقابلے میں پیش کیا جارہا ہے؟ نقل کردہ اقتباس پڑھئے، سفیان ابن مہدی اور عبدالرزاق حدیث مذکورہ کا مصداق سیدنا الامام حضرت مالک بن انس کو قرار دیتے ہیں، مگر حضرت شیخ کے محبّ صادق مفتی بجنور مولانا مدنی کو نہ صرف امام مالک کے برابر کرنے کے لئے ان کو مصداق حدیث کہتے ہیں، بلکہ مولانا موصوف کو آیات ربانیہ میں شمار کر کے حضرت سیدنا امام مالک مجتہد العصر والزمان سے آگے بڑھانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں، خدارا آپ انصاف کریں، آخر علمائے دیوبند اپنے شیخ کو' خدا کی شان

کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل'' یا معمولی انسان یا ہماری طرح بشر کیوں نہیں کہتے؟ ان کو کبھی انسانیت سے بالاتر کبھی امام الرسول، کبھی الوہیت کا پیکر اور کبھی امام مالک سے افضل کیوں لکھا اور کہا جا رہا ہے۔ کیا اب بھی علمائے دیوبند کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں غلطی ہوسکتی ہے؟

لطیفہ نمبر 37

جس طرح وہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جو بشریت رسول کا منکر ہو، اسی طرح اس شخص کے بھی ایمان واسلام کی کیا ضمانت ہوسکتی ہے جو رسول کو اپنی طرح بشر سمجھے۔ مگر افسوس نجد سے دیوبند یا سہانپور چلے جایئے یہ الفاظ آپ کے کانوں سے ٹکراتے رہیں گے کہ۔ رسول ہماری طرح بشر تھے، رسول معمولی انسان تھے۔ اور اگر آپ بدقسمتی سے یہ پوچھ لیں کہ اے حضرت! آپ ایسا کیوں فرماتے ہیں؟ تو بڑی قرات سے تلاوت فرمائیں گے، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ۔ اس کے بعد یوں استدلال کریں گے کہ دیکھو دیکھو بہ چشم عبرت دیکھو خود سرور کائنات کو تسلیم ہے کہ میں تمھاری طرح بشر ہوں۔ بشر کے کیا معنی ہیں، اور مثلیت کی کیا حقیقت ہے، اس پر گفتگو کئے بغیر میں بھی حضرات علمائے دیوبند سے صرف ایک سوال کرنے کی جسارت کروں گا۔

''بقول آپ کے رسول ہماری طرح بشر ہیں'' اس کی دلیل یہ ہے کہ خود رسول کو یہ بات تسلیم تھی تو کیا مجھے یہ کہنے کی اجازت دی جائے گی کہ مولانا مدنی ناکارہ، علم وفضل سے خالی، اور ننگ اسلاف تھے، کیونکہ یہ باتیں خود مولانا موصوف کو بھی تسلیم تھیں۔ مولانا خود ہی فرماتے ہیں:

میں تو بالکل ہی ناکارہ اور خالی تھا اور آج تک خالی ہی ہوں۔ (نقش حیات از مولوی حسین ٹانڈوی صفحہ 15 جلد 1)

ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ دارالعلوم دیوبند، 5 ربیع الثانی 1377ھ (روزنامہ الجمیعۃ دہلی، شیخ الاسلام نمبر 15 فروری 1958ء، ص 167)

غور فرمایئے کہ مولانا مدنی خود کو ناکارہ علم وفضل سے خالی اور ننگ اسلاف لکھ رہے ہیں اور ان کا ننگ اسلاف ہونا مدیر الجمیعۃ کو تسلیم ہے جبھی تو شائع کیا، اور آج تک مولانا کے کسی مرید ومعتقد نے ''ننگ اسلاف'' ہونے پر غم وغصہ کا اظہار نہیں کیا، اور جب تک مولانا مدنی زندہ تھے کسی نے یہ شکایت نہیں کی کہ حضرت جب آپ ننگ اسلاف نہیں ہیں تو جھوٹ بول کر ننگ اسلاف کیوں لکھتے ہیں؟ اور نہ کسی مرید نے یہ سوچ کر کہ جب حضرت شیخ کو خود اقرار ہے کہ میں

ننگ اسلاف اورنا کارہ ہوں، تولاؤان کی بیعت توڑ دی جائے، ان تمام حقائق کے باوجود اگر ہم مولانا مدنی کوان کے ہی فرمودات کی روشنی میں نا کارہ علم وفضل سے خالی اورننگ اسلاف لکھ دیں یا کہہ دیں تو ہر چہار طرف سے آواز اٹھے گی کہ دیکھو دیکھو وہ بدعتی اور قبر پجوا رہا ہے۔

اس سے کسی کو بحث نہیں کہ میں خود بدعت کو ضلالت اور قبر پرستی کو شرک سمجھتا ہوں۔بس انھیں بدعتی اور قبر پرست کہنے میں ہی سکون ملتا ہے، نہ یہ دیکھیں گے کہ خود حضرت شیخ کو اپنا ''ننگ اسلام'' ہونا تسلیم ہے۔اگر افہام وتفہیم کا لب و لہجہ اختیار کیجئے تو کم از کم 640 ضرور سُننی پڑیں گی۔مثال کے طور پر مولانا مدنی ہی کو لے لیجئے شہاب ثاقب لکھنے بیٹھے تو 640 گالیاں دیئے بغیر دم نہ لیا۔جس کا اعتراف فاضل دیوبند مولانا عامر عثمانی کو بھی ہے۔فرماتے ہیں:

مصنّف (مولانا شاہ اجمل صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ) نے شروع میں شہاب ثاقب میں سے 640 ایسے الفاظ کی فہرست دی ہے جو ان کے الفاظ میں موٹی موٹی گالیاں ہیں، واقعی مولانا مدنی نے اس کتاب میں جس طرح کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں انہیں موٹی موٹی گالیاں نہ سہی مہذّب گالیاں کہنا ضرور حق بجانب ہے۔(ماہنامہ تجلّی، دیوبند فروری ومارچ 1959ء دیوبند)

واہ رے شیخ پرستی ! کھیں گالیاں بھی مھذّب ھوتی ھیں ، عامر صاحب !

گالیوں کو مہذّب آپ کہہ سکتے ہیں مگر اس کے لئے جس کا دل ودماغ اسلامی ہے آپ کا یہ ارشاد نا قابل قبول ہے۔۔۔اچھا آیئے ذرا ان گالیوں پر بھی ایک طائرانہ نظر ڈال دی جائے۔ جو فاضل دیوبند مولانا عامر عثمانی کے نزدیک ''مہذّب گالیاں'' ہیں۔

''دھوکہ باز، فریبی، مکّار، دجّال، بریلوی، افتراء پرداز، دروغ گو، بہتان تراش، دجّال ناپاک، روافض کے چھوٹے بھائی، ابلیس لعین کا شاگرد، گمراہ، بے دین، کج فہم، بے عقل، بے علم، بے شعور، مجدد التکفیر، مجدد التضلیل، مجدد المفترین، شیطنیت کا جال پھیلانے والا، اہل ہوا وبدع وغیرہ وغیرہ۔

120 صفحے کی کتاب الشہاب الثاقب میں اسی طرح کی 640 گالیاں مولانا عامر عثمانی دیوبندی کے نزدیک مہذّب گالیاں ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں، اگر انہیں الفاظ کو اس طرح لکھ کر کوئی مولانا عامر کے پاس بھیج دے کہ

جناب عامر عثمانی صاحب

سلام مسنون

مجھے یہ جان کر بڑی حیرت ہوئی کہ آپ مولانا اسمٰعیل دہلوی اور مولانا مودودی سے عقیدت رکھتے ہیں، اس لئے کہ یہ دونوں حضرات۔ ''دھوکہ باز، فریبی، مکّار، دجّال، دیوبندی، افتراء پرداز، دروغ گو، بہتان تراش، دجّال ناپاک، روافض کے چھوٹے بھائی، ابلیس لعین کا شاگرد، گمراہ، بے دین، کج فہم، بے عقل، بے علم، بے شعور، مجدد التکفیر، مجدد التضلیل، مجدد المفترین، شیطنیت کا جال پھیلانے والا، اہل ہوا و بدع ہیں۔ امیّد قوی ہے کہ آپ بُرا نہیں مانیں گے، بلکہ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں گے۔

فقط آپ کا فلاں

تو عامر صاحب کا جام صبر وضبط چھلک اٹھے گا، اور بدقسمت ''فلاں'' کو اس طرح لتھیڑیں گے کہ ''تجلّی دیوبند'' کے آٹھ دس صفحات رنگ اٹھیں گے، اس قسم کے خط کو پڑھنے کے بعد مولانا عامر کچھ کہیں یا نہ کہیں۔ مگر نامہ نگار کے ان الفاظ کو ''بدترین'' گالی یقیناً قرار دیں گے، مگر جب یہی گالیاں مولانا مدنی کے قلم سے نکلتی ہیں تو مہذّب کہی جاتی ہیں۔

ناظرین! پھر سنبھلئے اور غور کیجئے! گالیاں بہر حال گالیاں ہیں چاہے میری زبان وقلم سے نکلیں یا مولانا مدنی کی زبان وقلم سے، خواہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو دی جائیں یا مولانا اسمٰعیل دہلوی یا مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کو۔ گالیوں کو مہذّب قرار دینا غیر مہذّب ہونے کی دلیل ہے، مگر قربان جایئے فاضلان دیوبند پر، وہ گالیاں جو مولانا احمد رضا کو دی جائیں وہ تو مہذّب ہیں اور جو مولانا حسین احمد کو دی جائیں وہ بدترین ہیں۔

گفتگو بہت طویل ہوگئی، ہاں تو میں کہہ رہا تھا، کہ جس طرح آنخضرت کو اپنے جیسا بشر کہنے کے لئے حضرت کا ارشاد! انما انا بشر مثلکم کو پیش کیا جاتا ہے، اسی طرح ہمیں یہ حق کیوں نہیں دیا جاتا کہ ہم لوگ بھی مولانا مدنی کے ارشاد مبارک کو پیش کرتے ہوئے اُن کو ناکارہ، علم وفضل سے خالی اور ننگ اسلاف کہہ سکیں۔

ناظرین! ذرا ٹھہریئے اور ٹھنڈے دل سے سوچئے کہ مولانا مدنی جب اپنے کو ناکارہ اور ننگ اسلاف کہتے ہیں تو کوئی ان کو ناکارہ اور ننگ اسلاف نہیں کہتا بلکہ تواضع پر محمول کرتا ہے۔

لیکن جب نبی کریم اپنے آپ کو انما انا بشر مثلکم فرماتے ہیں تو ہر شخص ان کو ''اپنے جیسا بشر'' کہنے لگتا ہے، کوئی بھی اللہ کا بندہ تواضع پر محمول کرتے ہوئے یہ نہیں کہتا کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو ہیں مگر ہماری طرح نہیں، حضرت نے مثلکم تواضعاً فرمایا ہے۔

دیکھا آپ نے علمائے دیوبند کا نقطۂ نظر۔ مولانا مدنی اپنے آپ کو ناکارہ اور ننگ اسلاف کہیں تو تواضع ہوجائے

اور رسول مقبول بشر مثلکم فرمائیں تو تواضع نہیں بلکہ ہماری ہی طرح بشر ہو جائیں۔

واہ رے علمائے دیو بند کی دورخی پالیسی

فاعتبروا یا اولی الابصار

لطیفه نمبر 38

ابھی تک آپ نے جو ملاحظہ فرمایا اس کا تعلق ایمانیات سے تھا اسلئے یہ کہنا غلط ہے کہ علمائے دیو بند اور علمائے بریلی کے درمیان جو نزاع ہے وہ محض فروعی اور غیر ضروری ہے، اب جب کہ آپ نے بخوبی جان لیا کہ اکابر دیو بند خود اپنے ہی فتاویٰ کی روشنی میں کافر و مُرتد اور ملحد و زندیق ہیں تو علمائے بریلی کے فتوؤں کو تحریر کرنے کی چنداں ضرورت نہ رہی۔

چونکہ یہ لطیفہ کتاب کا آخری لطیفہ ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ بعض فروعی مسائل پر بھی روشنی ڈال دی جائے تا کہ بہ آسانی سمجھا جاسکے کہ جن باتوں کا سہارا لیکر ہمیں بدعتی جیسے پھوہڑ اور گندہ لفظ سے مشہور کیا جا رہا ہے، وہ کہاں تک صداقت و دیانت پر مبنی ہے۔

اس سلسلے میں سارے اقوال میں میں حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی کے پیش کروں گا، کیونکہ ان کے بارے میں مولانا تھانوی فرماتے ہیں:

من منوز از جمال حاجیم

من مکمل از کمال حاجیم

(ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیاؒ) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 361 حکایت نمبر 423 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مولانا گنگوہی فرماتے ہیں:

تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ (ارواح ثلاثہ (حکایاتِ اولیاؒ) از مولوی اشرفعلی تھانوی ص 275-274 حکایت نمبر 307 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علاوہ ازیں حضرت حاجی صاحب قبلہ کی کتاب ،، فیصلہ ہفت مسئلہ ،، کے صفحہ 2 پر موصوف کا تعارف ان لفظوں میں کرایا گیا ہے۔

از افادات منبع الفیوض والبرکات، امام العارفین فی زمانہ مقتدا المحققین فی اوانہ سیدنا مولانا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اس لئے بہتر بھی یہی ہے کہ ان کے اقوال وارشادات کی روشنی میں فروعی مسائل کا تحلیل وتجزیہ کیا جائے تا کہ علمائے دیوبند کے لئے وہ فیصلے قابل قبول ہوں ، لہذا عرس کے بارے میں حاجی صاحب کا نظریہ ملاحظہ ہو، حضرت حاجی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

مقصود ایجاد رسم عرس یہ تھا کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جاویں ، باہم ملاقات بھی ہو جاوے ، اور صاحب قبر کی روح کو قرآن وطعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے، یہ مصلحت تعیّن وقت میں ۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ از حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبع مجیدی کانپور ص 7) (کلیاتِ امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ) از حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی ، ص 82 ، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

آگے چل کے فرماتے ہیں:

حق یہ ہے کہ زیارت مقابر انفراداً واجتماعاً دونوں طرح جائز اور ایصال ثواب ،قرآت وطعام بھی جائز اور تعین تاریخ بہ مصلحت جائز۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ از حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبع مجیدی کانپور ص 7) (کلیاتِ امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ) از حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی ، ص 83 ، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

فاتحہ مروج کے بارے میں حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

یہ ہئیت مروج ایصال کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں اور گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہ اور دسواں ،بیسواں ، چہلم ، شش ماہی ، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں ۔اور مشرب فقیر کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ فقیر پابند اس ہئیت کا نہیں ہے مگر کرنے والوں پر انکار نہیں کرتا اور یہی عملدر آمد اس مسئلے میں رکھنا چاہیئے (گویا جملہ مذکورہ امور بدعت نہیں) ۔(فیصلہ ہفت مسئلہ از حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبع مجیدی کانپور ص 7) (کلیاتِ امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ) از حضرت حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ص 82)

محفل میلاد میں حضور کی تشریف آوری کے بارے میں فرماتے ہیں:

یہ اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں ،اس اعتقاد کو کفر وشرک کہنا حد سے بڑھنا ہے ، کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے ۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ از

حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبع مجیدی کانپور ص 4)(کلیاتِ امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ) از حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ص 79)

میلاد و قیام کے بارے میں فرماتے ہیں:

مشربِ فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذّت پاتا ہوں۔(فیصلہ ہفت مسئلہ از حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبع مجیدی کانپور ص 5)(کلیاتِ امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ) از حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مہاجر مکی مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ص 80)

الحاصل عرس تعیّن وقت کے ساتھ جائز، زیارت مقابر انفراداً و اجتماعاً جائز، ایصال ثواب قرات، طعام جائز، وقت کا تعیّن بھی جائز، نیز گیارھویں، دسواں، بیسواں، چہلم، شش ماہی، سالیانہ، توشہ حضرت عبدالحق اور حلوائے شب برات وغیرہم جائز۔اور حضور کی تشریف آوری میلاد ہیں عقلاً و نقلاً صحیح و درست ہے، بلکہ بعض مرتبہ واقع ۔اُ۔۔اسی کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت حاجی صاحب ہر سال حصول برکات کیلئے محفل مولود منعقد کرتے قیام کرتے اور لطف و لذت حاصل کیا کرتے تھے، اس لئے ان مذکورہ بالا امور کو بدعت کہنے کا واحد مطلب یہ ہے کہ مولانا نانوتوی، گنگوہی، اور تھانوی اُس کے مرید و معتقد ہیں جو خود بدعتی تھا۔

وماعلینا الاالبلاغ المبین